ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

7 ذوالحجہ 1443ھ | جولائی 2022ء

عزم وہمت اور صبر واستقامت کے
92 سال

- گھبرانا نہیں کی نصیحت اور مشکل فیصلوں کی دھمکی عوام سے انتقام
- توہین مذہب یا توہین انسانیت!
- چناب نگر میں آیت ختم نبوت اور حدیث ختم نبوت پر مشتمل بورڈ کی تنصیب
- بجٹ، الفاظ کا گورکھ دھندا، فلم انڈسٹری پر نوازشات
- مجلس احرار اسلام پاکستان کے جدید انتخابات
- سُود کا مقدمہ نیا رُخ یا واپسی؟
- قربانی......حکمت اور مسائل واحکام

احرار کارکنوں کے نام

احرار کارکنو!

★ اپنی نگاہیں جماعت کے نصب العین اور منزل پر رکھو۔

★ جماعت کے منشور میں غور وفکر کرتے رہو، دستور کی پابندی کرو اور باہمی مشاورت سے جماعتی زندگی کا سفر جاری رکھو

★ اجتماعی زندگی میں سستی وغفلت ہلاکت و بربادی ہے، تھوڑا چلو لیکن سوچ سمجھ کر چلو، پھونک پھونک کر قدم اٹھاؤ اور تصادم سے ہر صورت بچو، بغیر مشاورت اور غور وفکر کے اگر برق رفتاری سے بھی چلو گے تو راستے میں ہی کچل دیے جاؤ گے۔

★ جماعت کے کارکنوں کے درمیان باہمی احترام، اعتماد اور اتحاد بہر صورت باقی و برقرار رکھو، اختلاف رائے کا اظہار ہر کارکن کا دستوری حق ہے، لیکن اختلاف کو کبھی نزاع نہ بناؤ، بلکہ باہمی مشاورت اور محبت سے اس کا حل تلاش کرو۔

★ کسی بھی کارکن یا ذمے دار کے بارے سنی سنائی بات کو کبھی دوسروں تک نہ پہنچاؤ اور نہ ہی خود کوئی تبصرہ کرو۔ پہلے تحقیق کرلو یہی قرآنی حکم کا مفہوم ہے۔

★ **مجلس احرار اسلام** ایک قومی و تاریخی امانت ہے، آپ کے تعاون سے ہم ہر طریقے سے اس امانت کی حفاظت کریں گے، اکابر **احرار** کے لگائے ہوئے پودے کو پانی دیتے رہیں گے، کسی قیمت پر شجر **احرار** کو سوکھنے نہیں دیں گے اور سرخ ہلالی پرچم **احرار** سرنگوں نہیں ہونے دیں گے۔

احرار کارکنو!

آپ کی وفاؤں، آپ کی استقامت اور آپ کی پرخلوص جدوجہد کو صد ہزاراں سلام

سید محمد کفیل بخاری

امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

15 ذوالقعدہ 1443ھ/15 جون 2022ء

دار بنی ہاشم ملتان

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 33 شمارہ 07 جولائی 2022ء / ذوالحجہ ۱۴۴۳ھ

Regd.M.NO.32

تشکیل

اداریہ:	گھبرانا نہیں کی نصیحت اور مشکل فیصلوں کی دھمکی عوام سے انتقام	سید محمد کفیل بخاری	2
شذرات:	توہین مذہب یا توہین انسانیت!	عبداللطیف خالد چیمہ	4
	چناب نگر میں آیت ختم نبوت اور حدیث ختم نبوت پر مشتمل بورڈ کی تنصیب		
	وفاقی شرعی عدالت کے سود کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل!		
روداد:	مجلس احرار اسلام پاکستان کے جدید انتخابات	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	6
افکار:	سودی نظام اور ہمارا افسوس ناک رویہ	مولانا زاہد الراشدی	8
//	سُود کا مقدمہ نیا رُخ یا واپسی؟	ظفر علی راجا	10
//	بجٹ، الفاظ کا گورکھ دھندا، فلم انڈسٹری پر نوازشات	نوید مسعود ہاشمی	18
دین ودانش:	سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر بہتان تراشی	عطاء محمد جنجوعہ	20
//	قربانی...... حکمت اور مسائل واحکام	مولانا سید عطاء المحسن بخاری	28
خطاب:	واقعات سیرت طیبہ وسیرت صحابہ رضی اللہ عنہم (قسط نمبر 3)	مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری	37
ادب:	ایک نظم آسمان پر تھوکنے والوں کے نام	سعود عثمانی	43
مطالعۂ قادیانیت:	دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری؟ (قسط نمبر 2)	شیخ راحیل احمد مرحوم	47
آپ بیتی:	سرخ لکیر (قسط نمبر 2)	ماسٹر تاج الدین انصاری مرحوم	52
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	57
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	63

فیضانِ نظر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

بیاد

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدیرِ مسئول

سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رُفقائے فکر

عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • ڈاکٹر عمر فاروق احرار

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید عطاء اللہ ثالث بخاری

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail.com

محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک ـــــ 300/- روپے

بیرون ملک ـــــ 5000/- روپے

فی شمارہ ـــــ 30/- روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم، ڈی، اے چوک ملتان

رابطہ

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961

شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوۃ مجلس احرار اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات سید محمد کفیل بخاری

گھبرانا نہیں کی نصیحت اور مشکل فیصلوں کی دھمکی

عوام سے انتقام

وطنِ عزیز میں ایک درجن سے زائد سیاسی جماعتوں پر مشتمل مخلوط اتحادی حکومت کو قائم ہوئے تقریباً تین ماہ ہونے کو ہیں مگر ابھی تک حکومت اپنی کوئی واضح پالیسی متعین کرسکی نہ ملک کو ترقی واستحکام کی راہ پر ڈال سکی۔

مہنگائی کو بنیاد بنا کر سابق حکومت کو ہٹایا گیا مگر اقتدار سنبھالتے ہی مہنگائی کے سابقہ تمام ریکارڈ توڑ دیے۔ پیٹرول اور بجلی کی قیمتوں میں مسلسل اور بے پناہ اضافے، بجلی اور گیس کی طویل لوڈ شیڈنگ نے غریب عوام کے چولہے ٹھنڈے اور جینا مشکل کر دیا ہے۔ حکومت تبدیل ہوئی ہے، نظام نہیں بدلا۔ پرانے چہروں کا ہی میک اپ کر کے عوام پر مسلط کر دیا گیا ہے۔ مقتدر قوتوں نے حکمرانوں سے اپنی ناراضی کا انتقام عوام سے لیا ہے۔ بیانیہ تو دونوں کا ایک ہی ہے۔ صرف الفاظ کا ہیر پھیر ہے۔

عمران خان عوام کو ''گھبرانا نہیں'' کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے جبکہ شہباز شریف ''سخت فیصلوں'' اور مزید سخت فیصلوں کی دھمکی لگا کر روشن مستقبل کی نوید سنا رہے ہیں۔ غریب عوام کی معاشی حالت جو پہلے تھی، سو اب بھی ہے۔ جن قومی مسائل کو بنیاد بنا کر عمران خان کو حکومت سے نکالا، اب اُن مسائل کا حل موجودہ حکومت کی ذمہ داری ہے، کسی کو محض اقتدار سے الگ کرنا تو کوئی مقصد اور نصب العین نہیں ہوسکتا۔ بارہ جماعتی اتحادی مخلوط حکومت بھی تماشہ بنی ہوئی ہے۔ ایوانِ اقتدار کی بارہ دری میں ایک در سے کوئی داخل ہو رہا ہے تو دوسرے سے نکل رہا ہے۔

ایک ووٹ کی اکثریت کے وزیر اعظم شہباز شریف تو اتحادیوں کو منانے اور وزارتوں میں ایڈجسٹ کرنے میں مصروف ہیں۔ نہ جانے قومی مسائل کے حل کی فرصت انہیں کب ملے گی۔ قوم کو امید تھی کہ تمام سیاسی جماعتوں کی مخلوط حکومت مل جل کر ملکی استحکام، مضبوط معیشت، مہنگائی کے خاتمے اور عام شہری کی معاشی حالت بہتر بنانے کی سعی کرے گی۔ افسوس! صد افسوس کہ حالت پہلے سے بھی بدتر ہوگئی ہے۔ زرداری صاحب کا کمال یہ ہے کہ چودھری شجاعت حسین کو ساتھ ملا کر مثالی جوڑی میں پھوٹ ڈال دی۔ پرویز الٰہی اور شجاعت حسین کی راہیں جدا ہوگئیں۔ چودھری خاندان تتر بتر ہوگیا۔ ایم کیو ایم الگ سیخ پا ہے اور حکومت سے معاہدے پر عمل درآمد کا مطالبہ کر رہی ہے۔ سندھ کے بلدیاتی انتخابات کے نتائج پر جمعیت علماء اسلام اور ایم کیو ایم دونوں برہم ہیں کہ پیپلز پارٹی نے دھاندلی، دھونس اور تشدد کے ذریعے من پسند نتائج حاصل کیے ہیں۔ پنجاب حکومت کا بحران ابھی تک ختم ہونے میں نہیں آرہا۔ خیبر پختونخوا میں جمعیت علماء اسلام، اے این پی اور دیگر قوم پرست جماعتیں بلدیاتی انتخابات کے نتائج پر شکوہ کناں

ہیں۔ موجودہ حکومت سیاسی عدمِ استحکام، باہمی انتشار و بے اعتمادی اور افراتفری کا شکار ہے۔

مئی 2022ء میں وفاقی شرعی عدالت نے 19 سال سے زیرِ التواء مقدمے کو نمٹاتے ہوئے سود کے خلاف فیصلہ سنایا۔ 1991ء میں بھی وفاقی شرعی عدالت نے سود کو غیر اسلامی قرار دیتے ہوئے اس کے خاتمے کا حکم دیا تھا۔ جس کے خلاف حکومت اور بینک اپیل میں گئے۔ 2002ء میں یہ مقدمہ نظر ثانی کے لیے دوبارہ وفاقی شرعی عدالت میں آیا۔ ایک طویل عرصے بعد اب 2022ء فیصلہ آیا تو وزیر اعظم شہباز شریف نے سود کے خلاف فیصلے کی تحسین کی اور سود کے خاتمے کی خواہش کا اظہار فرمایا لیکن حسبِ سابق اس فیصلے کو غیر مؤثر کرنے کے لیے اسٹیٹ بنک سمیت دیگر چار بینکوں نے اس خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر دی ہے۔

مسلم لیگ ''ن'' اپنے سابقہ دورِ حکومت میں بھی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کر کے اسے غیر مؤثر کرنے کی سعی مذموم کر چکی ہے۔ یہ موقع تھا کہ سابقہ غلطی کا ازالہ کر کے سودی نظام کے خاتمے کی طرف پیش رفت کرتے۔ مگر دوبارہ وہی آموختہ دہرایا۔ اسٹیٹ بینک اور دیگر بینکوں کے حالیہ اقدام پر پوری قوم سراپا احتجاج ہے۔ سود اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کھلی جنگ ہے۔ موجودہ اتحادی حکومت کی یہ غلط فہمی ہے کہ وہ معاذ اللہ اس جنگ میں اللہ و رسول کو شکست دے کر ملکی معیشت کو ترقی کی راہ پر گامزن کرے گی۔ ابدی حقیقت یہ ہے کہ ملک معاشی طور پر تباہی و بربادی کا شکار ہو گا۔ سابق حکومت، آئی ایم ایف سے قرضے نہ لینے کا اعلان کر کے اس کے پاس سر کے بل چل کر گئی اور موجودہ حکومت نے بھی گھٹنے ٹیک دیے۔

صورتِ حال یہ ہے کہ واجب الاداء سود مجموعی قومی پیداوار سے اسی فیصد سے زائد ہے۔ ملک سود ہی ادا کرتا رہے گا اور قرضے جوں کے توں رہیں گے۔ اُدھر سابق وزیر خزانہ ''معاشی ڈریکولا'' اسحاق ڈار کی وطن واپسی کے شادیانے بج رہے ہیں۔ شنید ہے کہ ملک کو معاشی بدحالی اور اقتصادی بربادی سے دوچار کرنے والے اسحاق ڈار کو پرانے ایجنڈے کی تکمیل کے لیے پھر ذمے داری دی جا رہی ہے۔ تاکہ رہی سہی کسر بھی پوری ہو جائے اور عوام کی رگوں سے بچا کھچا خون بھی نچوڑ لیا جائے۔ غریب عوام کو اپنی بہتری کی، پی ٹی آئی حکومت سے کوئی امید تھی نہ موجودہ اتحادی، لیگی اور شہبازی حکومت سے۔ دونوں ایک دوسرے کو سلیکٹڈ اور امپورٹڈ کے طعنے دے چکی ہیں۔ ملک اور قوم کی فلاح و بہبود کے لیے کچھ نہیں کیا۔ ان حالات میں حکومت اور اتحادی جماعتوں کا اتحاد واشتراک بھی خطرے میں ہے۔ اگرچہ ہمارے ہاں جمہوریت کا حسن یہی ہے کہ نتائج انتخابات سے پہلے ہی طے ہو جاتے ہیں، تاہم آئندہ انتخابات میں موجودہ حکومتی اور اتحادی جماعتوں کے لیے عوام کا سامنا کرنا بہت مشکل ہو جائے گا۔ حکمران عقل کے ناخن لیں اور سب سے اہم قومی مسئلے ''مہنگائی'' کو کنٹرول نہیں، ختم کریں۔ نیز وطنِ عزیز کی اسلامی شناخت ختم کرنے سے گریز کریں۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر قبلہ ایاز کی وزیر اعظم کو بھیجی گئی تجاویز پر غور کر کے ملک کو سود کی لعنت سے پاک کریں۔

عبداللطیف خالد چیمہ

توہینِ مذہب یا توہینِ انسانیت!

توہین مذہب یا توہین رسالت کا مسئلہ نیا نہیں حزب الرحمٰن اور حزب الشیطان، ازل سے ہیں اور رہیں گے۔ صلیبی جنگوں سے لے کر آج تک کے حالات کا جائزہ اگر بادی النظر میں لیا جائے تو کوئی بات بھی سمجھ سے بالاتر نہیں۔ انڈیا اور انڈین سیاست دانوں کی جانب سے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بدزبانی کے بعد خود انڈیا اور دنیا بھر میں پھیلے اشتعال میں بے حد اضافہ ہوا اور مسلمانوں کے موقف میں کوئی سی کمی واقع نہیں ہوئی۔ ایک مسلمان بھی پیچھے ہٹنے کے لیے تیار نہیں، نہ ہی ہوسکتا ہے۔

ایسے میں پاکستان کی موجودہ اتحادی حکومت نے بین الاقوامی سطح پر وہ مئوقف اس طرح سے پیش نہیں کیا کہ اس سے اسلامی عقائد اور مسلمانوں کے ایمان کی غیرت مندانہ ترجمانی ہوتی ہو، اعمال کے اعتبار سے مسلمان جتنا بھی کمزور ہو جائے وہ نشۂ عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر دم سرشار رہتا ہے اور یہ نشہ ہی اس کے لیے توشۂ آخرت ہے۔

نماز اچھی حج اچھا روزہ اچھا زکوۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

چناب نگر میں آیت ختم نبوت اور حدیث ختم نبوت پر مشتمل بورڈ کی تنصیب:

سابق حکومت کے دور اقتدار میں پنجاب کی صوبائی اسمبلی نے متفقہ طور پر کئی ایسے فیصلے کیے جو اہل اسلام کے ایمان و عقیدے کی ترجمانی کرتے ہیں۔ چودھری پرویز الٰہی اور حافظ عمار یاسر کی خصوصی توجہ سے یہ قرارداد بھی بل کی شکل میں پاس ہوئی اور قانون کا درجہ اختیار کر گئی کہ پنجاب کے شہروں کے داخلی و خارجی راستوں پر نمایاں طور پر آیت ختم نبوت اور حدیث ختم نبوت آویزاں اور نصب کی جائیں گی۔ تمام مکاتب فکر نے اس کا پر جوش خیر مقدم کیا لیکن 3 جون 2022ء جمعہ کے روز صبح آٹھ بجے کے قریب چناب نگر ٹول پلازہ سے پہلے حسب قانون و ضابطہ آیت ختم نبوت اور حدیث ختم نبوت پر مبنی بڑا بورڈ نصب ہونے لگا تو قادیانیوں نے اشتعال انگیز واویلا شروع کر دیا۔ قادیانی نواز سرکاری انتظامیہ قادیانیت نوازی پر تل گئی تو مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد مغیرہ، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، قاری شبیر احمد عثمانی، مولانا سید عطاء المنان بخاری، مولانا توصیف الرحمٰن اور کئی دیگر شخصیات ایمانی غیرت کا

مظاہرہ کرتے ہوئے سرکاری انتظامیہ اور قادیانیوں کے سامنے سینہ سپر ہو گئے۔ مجلس احرار کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد مغیرہ سب سے پہلے موقع پر پہنچے، انتظامیہ کو اپنا احتجاج ریکارڈ کروایا اور بورڈ نصب کرنے کا مطالبہ کیا۔ پھر باقی حضرات بھی پہنچ گئے۔ چنیوٹ سے عزیزی حافظ محمد طیب سلمہ مجھے پل پل کی خبر دیتے رہے اور احرار سوشل میڈیا ٹیم نے امیر مرکزیہ سید محمد کفیل بخاری اور راقم کے مذمتی و احتجاجی بیانات اور آڈیو پیغامات کو وائرل کیا جس کے نتیجہ میں ملک بھر میں احتجاج کی فضاء پیدا ہوگئی، سوشل میڈیا پر مہم بن گئی اور حکومت اس کو نصب کرنے پر مجبور ہوئی۔ چودھری پرویز الٰہی، میاں محمد حنیف (92 نیوز)، حافظ عمار یاسر، چودھری راسخ الٰہی اور کئی دیگر شخصیات نے اس کام میں پورا پورا حصہ ڈالا۔ بالآخر بورڈ علماء کرام کی موجودگی میں بعد نماز جمعۃ المبارک نصب کیا گیا اور باقی کی صورت حال دو تین دن تک سنبھل گئی۔ لیکن قادیانیوں کی درون خانہ سازش اور ربوہ ٹائم پر ان کی طرف سے حسب روایت غلط پراپیگنڈہ جاری رہا۔

اللہ نے دین کو عزت دی، ہم عاجزوں کی خود لاج رکھی
معلوم ہوا کہ امت پر نبی کی نظر عنایت آج بھی ہے

صوبائی اسمبلی کی مذکورہ قرارداد اور قانون سے لیکر بورڈ آویزاں کرنے کے لیے جملہ معاملات میں ہمارے عزیز محترم ساتھی مولانا تنویر الحسن احرار پنجاب حکومت کے بعض ذمہ داران سے مسلسل رابطے میں رہے۔ ان کا کردار بادی النظر میں زیادہ نمایاں رہا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر سے نوازیں آمین۔ یارب العالمین

وفاقی شرعی عدالت کے سود کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل!

تازہ ترین اطلاعات کے مطابق اصلاً حکومتی ایماء پر اور بظاہر اسٹیٹ بنک اور متعدد نجی بینکوں نے سود کے خاتمے کے لیے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر دی ہے جو عالمی استعماری ایجنڈے اور یہودی معیشت کی بقاء کے لیے ہے، پرچہ پریس میں جا رہا ہے اس پر تفصیلی تجزیہ و مئوقف ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ اشاعت میں شامل ہو سکے گا۔

ڈاکٹر محمد عمر فاروق احرار (مرکزی ناظم نشرواشاعت)

مجلس احرار اسلام پاکستان کے جدید انتخابات

مجلس احرار اسلام پاکستان کے دستور کے مطابق ہر پانچ سال کے بعد نئے انتخابات سے قبل رکنیت سازی و تجدید رکنیت کا عمل ہوتا ہے۔ جس کے بعد مرکزی مجلس شوری کے اجلاس میں نئی قیادت کا انتخاب عمل میں لایا جاتا ہے۔

12 جون 2022ء مطابق 12 ذیقعدہ 1443ھ اتوار، دس بجے صبح مرکزی دفتر ایوان احرار، نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں مرکزی مجلس شوری کا اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت قائم مقام امیر جناب سید محمد کفیل بخاری نے کی اور مرکزی ناظم اعلیٰ جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے اجلاس کی کارروائی شروع کی۔ انہوں نے مرکزی مجلس عاملہ کے سابقہ اجلاس کی کارروائی کی توثیق کے بعد دیگر امور کے علاوہ اہم ایجنڈا جدید مرکزی انتخابات کے لیے ارکان شوریٰ سے رائے لی۔ ارکان شوریٰ کی مختلف آراء کے بعد کثرت رائے کا اعتبار کرتے ہوئے درج ذیل حضرات کو مرکزی عہدوں کے لیے منتخب کیا گیا۔ جبکہ مرکزی ذمہ داران نے اپنے نائبین کا تعین کر کے شوری میں اس کا اعلان بھی کیا۔

امیر: سید محمد کفیل بخاری	نائب امراء: عبداللطیف خالد چیمہ، سید عطاء اللہ ثالث بخاری

ناظم اعلیٰ: مولانا محمد مغیرہ	نائب ناظم: حاجی عبدالکریم قمر

ناظم تبلیغ: مولانا سید عطاء المنان بخاری	نائب ناظم تبلیغ: ڈاکٹر محمد آصف

ناظم نشرواشاعت: ڈاکٹر عمر فاروق احرار	ناظم مالیات: مولانا فیصل متین سرگانہ

اجلاس میں مذکورہ عہدیداران کے علاوہ ملک بھر سے منتخب اراکین میں سے کم وبیش پچاس اراکین شوری اور دس مبصرین ومندوبین نے شرکت کی۔ مجلس شوریٰ نے فیصلہ کیا کہ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ اور تحفظ ختم نبوت کی تحریک کو منظم کیا جائے گا اور تمام دینی طبقات کو متحد کر کے شریعت کی بالادستی اور معاشرتی اقدار کے فروغ کے لیے جلد مشترکہ الائنس تشکیل دیا جائے گا۔ مجلس شوریٰ نے اس بات پر اتفاق کیا کہ پاکستان کو اسلامی فلاحی مملکت بنانے کے لیے ریاست مدینہ کے رول ماڈل کو مدنظر رکھنا اولین ترجیح ہوگی جس کے لیے قولی نہیں بلکہ عملی قدم اٹھانا ہوگا کیونکہ قوم اب ریاست مدینہ کے نام پر مزید دھوکہ کھانے کی متحمل نہیں ہے۔ مجلس شوریٰ کے اجلاس میں منظور کی جانے والی متعدد قراردادوں میں کہا گیا کہ قیام پاکستان کے حقیقی مقاصد کی تکمیل کے لیے بلا تاخیر قرآن وسنت کے نظام کو نافذ کیا جائے۔ عقیدہ ختم نبوت کو سرکاری ونجی نصاب تعلیم کا حصہ بنایا جائے۔ ایک قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے اور انہیں ملکی آئین وقانون کا پابند بنایا جائے۔ ایک متفقہ قرارداد

میں حرمت سود کے حوالے سے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا گیا کہ سودی نظام کا سد باب کیا جائے۔مجلس شوریٰ نے وفاقی بجٹ میں مہنگائی کو کم کرنے اور غریب کو ریلیف دینے کے بجائے فلمی صنعت اور سینماؤں کو ٹیکس کی چھوٹ دینے پر شدید تشویش کا اظہار کیا۔ایک قرارداد میں ہندوستان کی انتہاء پسند جماعت بی جے پی کی رہنماء ملعونہ نوپارشرما کی توہین رسالت کے ارتکاب کی بھرپور مذمت کی گئی اور جب تک اس گستاخ رسول کو قرار واقعی سزا نہیں دی جاتی ہندوستان کے ساتھ سفارتی تعلقات منقطع کرنے اور بھارتی مصنوعات کے بائیکاٹ کا مطالبہ کیا گیا۔او آئی سی سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ بھارتی خاتون سیاستدان کی توہین رسالت پر فوری اپنا اجلاس بلائے اور انڈیا کے ساتھ تمام اسلامی ملکوں کے تعلقات کی منسوخی کا فیصلہ کرے آذر بائجان میں تعینات پاکستان کے سفیر بلال قادیانی کو برطرف کر کے مسلمان سفیر کا تقرر کیا جائے۔

☆......☆......☆

تصحیح

گزشتہ ماہ جون 2022 میں نقیب ختم نبوت کے صفحہ 24 پر ’’تکبر ذلیل کرتا ہے‘‘ کے عنوان سے شائع ہونے والے مضمون میں سنن ابن ماجہ کی حدیث نمبر **4173** کے ترجمہ میں ایک لفظ غلط لکھا گیا قارئین حدیث کی تصحیح فرمالیں۔

ترجمہ: ’’حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہو۔وہ شخص دوزخ میں نہ جائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو۔‘‘

حضرت مولانا زاہد الراشدی

سودی نظام اور ہمارا افسوس ناک رویہ

کچھ عرصہ سے جمعۃ المبارک کے خطبات میں قرآن کریم کے حوالے سے مختلف پہلوؤں پر بات چل رہی ہے، گزشتہ جمعہ اس پہلو پر گفتگو ہوئی تھی کہ قرآن کریم اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے اور بہت سی باتوں اور کاموں سے منع کیا ہے جنہیں اوامر اور نواہی کہا جاتا ہے، ان کے بارے میں کچھ حلقوں کی طرف سے لوگوں کے ذہنوں میں یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ ان کی حیثیت آرڈر اور حکم کی نہیں بلکہ راہنمائی اور مشورہ کی ہے، اس کا ذکر حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے ’’حُجَّةِ اللّٰهِ الْبَالِغَه‘‘ میں کیا ہے اور آج بھی یہ بات اسی انداز میں سامنے لائی جارہی ہے۔ اس پر یہ عرض کیا تھا کہ قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام آپشنز نہیں بلکہ آرڈرز ہیں اور ان پر عمل کے بارے میں قیامت کے دن ہر شخص جواب دہ ہوگا اور اس پر سزا و جزا کا مدار ہوگا۔

آج کی گفتگو اس حوالے سے ہوگی کہ قرآن کریم نے بہت سے کاموں سے منع کیا ہے مگر ان میں سے بعض امور پر سخت لہجہ اختیار کیا ہے، جس کا مطلب ہے کہ ایسے کاموں سے بچنا بہرحال ضروری ہے، ان میں سے ایک کام سود کا لین دین بھی ہے اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ ’’اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ‘‘

اگر تم مسلمان ہو تو سود کا لین دین ترک کر دو۔ اور منع کے باوجود سودی کاروبار کو جاری رکھنے کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ سے تعبیر کیا ہے، جس سے اس کبیرہ گناہ کی سنگینی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

سود کا لین دین پہلی امتوں میں بھی حرام تھا بلکہ قرآن کریم نے بنی اسرائیل پر خدا کی لعنت کے اسباب میں ذکر کیا ہے کہ ’’وَاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ‘‘ انہیں سود سے منع کیا گیا تھا مگر اس کے باوجود وہ سود کا لین دین کرتے تھے جس پر ”لَعَنّٰهُم“ ہم نے ان پر لعنت مسلط کر دی۔ یہود کے لیے سود حرام ہونے کا تذکرہ آج کی بائبل میں بھی موجود ہے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو عرب معاشرہ میں سود کا لین دین عام تھا جو ذاتی قرضوں میں بھی تھا اور تجارت میں بھی تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کی ساری قسموں کو ممنوع قرار دے دیا اور عملاً بھی ختم کیا، اس موقع پر سوال اٹھایا گیا جس کا ذکر قرآن کریم میں اس طرح ہے کہ ”اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا“ تجارت بھی تو سود کی طرح ہے کہ اشیا کا تبادلہ تجارت ہے جس پر منافع جائز ہے، تو رقوم کا تبادلہ بھی اسی طرح ہے اس پر منافع میں کیا حرج ہے؟

اللہ نے قرآن کریم میں اس کا واضح جواب دیا کہ ’’وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا‘‘ یہ دونوں مختلف معاملات ہیں، اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کے مکمل

خاتمہ کا اعلان فرمایا بلکہ حجۃ الوداع کے موقع پر اس کے عملی آغاز کے لیے اپنے چچا محترم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو، جو سود کا کاروبار کیا کرتے تھے اپنے ساتھ کھڑا کر کے سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے سامنے اعلان کیا کہ انہوں نے لوگوں کو جو سود پر قرضے دے رکھے ہیں ان میں اصل رقم واپس ہوگی اور سود کی رقم کی ادائیگی نہیں کی جائے گی۔ گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کی حرمت کے اعلان سے قبل دیئے گئے قرضوں پر بھی سود ختم کرنے کا اعلان فرمایا۔

سیرت طیبہ کی کتابوں میں طائف کے قبیلہ بنوثقیف کے قبول اسلام کی تفصیل پڑھی جاسکتی ہے۔ بلکہ میرا مشورہ یہ ہے کہ اصحاب ذوق اس کا ضرور مطالعہ کریں، جس میں بتایا گیا ہے کہ بنوثقیف کا وفد اپنی قوم کی طرف سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسلام قبول کرنے کے لیے مدینہ منورہ آیا تو انہوں نے قبول اسلام کے لیے کچھ شرائط پیش کیں۔ جن میں ایک یہ تھی کہ چونکہ دوسری قوموں اور قبائل کے ساتھ ان کی تجارت سود کے ذریعے ہوتی ہے اس لیے وہ سود نہیں چھوڑ سکیں گے۔ اسی طرح انہوں نے کہا کہ وہ نماز کے اوقات کی پابندی نہیں کر سکیں گے، ان کا بت ''لات'' نہیں توڑا جائے گا۔ ان کے علاقہ میں انگور کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے جس سے شراب بنتی ہے اور اس پر ان کی معیشت کا مدار ہے اس لیے شراب ترک کرنا بھی ان کے لیے مشکل ہوگا، وغیرہ وغیرہ۔ مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود والی شرط سمیت تمام شرائط مسترد فرمادیں اور بنوثقیف کو اپنی شرائط سے دستبردار ہو کر غیر مشروط طور پر مکمل اسلام قبول کرنا پڑا۔

میں عرض کیا کرتا ہوں کہ بنوثقیف کی شرائط کو مسترد کر کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں غیر مشروط طور پر تمام احکام اسلام قبول کرنے کے لیے کہا تو انہوں نے صرف ایک رات میں باہمی مشورہ کر کے ان شرائط سے دستبردار ہونے کا فیصلہ کرلیا۔ مگر ہماری صورتحال یہ ہے کہ قیام پاکستان کے بعد بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح مرحوم نے اسٹیٹ بینک آف پاکستان کا افتتاح کرتے ہوئے اپنے خطاب میں واضح طور پر کہا تھا کہ ہم اپنی معیشت کی بنیاد مغرب کے اصولوں پر نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات واحکام پر رکھیں گے۔ جبکہ دستور پاکستان میں سود کو اسلام کے منافی قرار دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ کم از کم مدت میں ملک سے سودی نظام کا خاتمہ کرے۔ اس کے بعد وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ آف پاکستان نے بھی دوٹوک فیصلہ دیا کہ ملک میں رائج تمام سودی قوانین قرآن وسنت سے متصادم ہیں، اس لیے انہیں یکسر ختم کر دیا جائے، مگر ہم قومی سطح پر ابھی تک تذبذب کا شکار ہیں اور ٹال مٹول سے کام لے رہے ہیں جو یقیناً اللہ تعالیٰ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا سبب ہے۔ حتیٰ کہ اس سودی نظام کی نحوست ہے کہ ہم اسٹیٹ بینک آف پاکستان پر آئی ایم ایف کا کنٹرول تسلیم کر کے اپنی قومی خودمختاری کو بھی داؤ پر لگا چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ہمیں توبہ واستغفار کی توفیق دیتے ہوئے قرآن وسنت کی عملداری کی طرف واپس جانے کی توفیق سے نوازیں، آمین یارب العالمین۔

ظفر علی راجا

سُود کا مقدّمہ نیا رُخ یا واپسی؟

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ایامِ گذشتہ کا منظر نامہ دیکھئے تو ''وطن عزیز کی آئینی تاریخ'' اور ''حرمتِ سود'' کا مسئلہ روزِ اوّل ہی سے پہلو بہ پہلو سفر کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ پاکستان کا سب سے پہلا آئین 1956ء میں نافذ ہوا اور دوسرا 1962ء میں تشکیل دیا گیا۔ ان دونوں دساتیر میں صاف اور غیر مبہم طور پر یہ بات درج تھی کہ حکومت، پاکستان کے نظامِ معیشت سے سود کی لعنت کو ختم کرنے کے لیے بھرپور مساعی کرے گی۔ اس کے بعد 1973ء کا آئین عالم وجود میں آیا جو اَب تک متفقہ طور پر قوتِ نافذہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس آئین کے آرٹیکل 38 کی ذیلی دفعہ (F) میں اس مسئلہ کو ان الفاظ میں اُجاگر کیا گیا ہے: ''حکومت جس قدر جلد ممکن ہو سکا ربٰو کو ختم کرے گی۔''

1962ء میں تشکیل آئین کے علاوہ قومی سطح پر ''اسلامی نظریاتی کونسل'' کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا گیا۔ جس میں مختلف مسالک سے تعلق رکھنے والے مستند علماءِ کرام کو نمائندگی دی گئی اور اس ادارے میں ایسی تجاویز مرتب کرنے کی درخواست کی گئی جن پر عمل کر کے پاکستان کی عمومی زندگی کو اسلامی سانچے میں ڈھالا جا سکے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے 66-1964ء کے دوران سود کے معاملے کا جائزہ لیا اور قرار دیا کہ سودی معیشت اسلام میں ممنوع ہے اور موجودہ بنکنگ نظام بھی چونکہ سودی بنیادوں پر استوار ہے، اس لیے بنکوں کا لین دین ہی غیر اسلامی ہے۔ 3 دسمبر 1969ء کو اپنی رپورٹ میں اسلامی نظریاتی کونسل نے اتفاقِ رائے سے ایک بار پھر اس امر کا اظہار کیا کہ

ربٰو اپنی ہر صورت میں حرام ہے اور شرحِ سود کی کمی بیشی، سود کی حرمت پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ مزید یہ کہ موجودہ بنکاری نظام کے تحت افراد، اداروں اور حکومتوں کے درمیان قرضہ جات اور کاروباری لین دین میں اصل رقم پر جو بڑھوتری لی یا دی جاتی ہے، وہ ربٰو کی تعریف میں آتی ہے۔ سیونگ سٹرفکیٹ پر جو سود دیا جاتا ہے، وہ بھی ربٰو میں شامل ہے۔ پراویڈنٹ فنڈ اور پوسٹل بیمہ زندگی وغیرہ میں جو سود دیا جاتا ہے، وہ بھی ربٰو میں شامل ہے اور اس کے ساتھ ساتھ صوبوں، مقامی اداروں اور سرکاری ملازمین کو دیے گئے قرضوں پر بڑھوتری بھی سود ہی کی ایک قسم ہے۔ لہٰذا یہ تمام صورتیں حرام اور ممنوع ہیں۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی مذکورہ بالا رپورٹ کے آٹھ سال بعد ستمبر 1977ء میں صدرِ پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق

نے کونسل سے رجوع کیا اور کہا کہ کونسل ایسے طریقے بھی تجویز کرے جن کو اپنا کر سود جیسی لعنت کا خاتمہ کیا جاسکے۔ جس پر اسلامی نظریاتی کونسل نے بنک ماہرین، اقتصادیات کے ماہرین اور علما سے طویل مباحث اور عالمی سطح پر اس مسئلے کی پیچیدگیوں کے گہرے مطالعے کے بعد اپنی رپورٹ کو حتمی شکل دی اور 25 جون 1980ء کو یہ رپورٹ صدرِ پاکستان کے سامنے پیش کردی۔ اس رپورٹ میں سود کو ختم کر کے اس کے متبادل نظام کی تفصیلات درج تھیں اور کہا گیا تھا کہ ان تجاویز پر عمل درآمد سے دو سال کے اندر اندر پاکستان کی معیشت سود سے مکمل طور پر پاک ہوسکتی ہے۔

اس رپورٹ کے وصول ہونے پر صدر ضیاء الحق نے بین الاقوامی سطح کے ایک سیمینار کا اہتمام کیا۔ جس کا عنوان تھا ''اسلام کا اقتصادی نظام'' اس سیمینار کے شرکا نے اسلامی نظریاتی کونسل کی تجاویز کو نہ صرف سراہا بلکہ اسے دیگر اسلامی ممالک کے لئے بھی مشعل راہ قرار دیا۔ اس رپورٹ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ کنگ عبدالعزیز یونیورسٹی، جدہ نے اس کا عربی زبان میں ترجمہ کر کے اپنی حکومت اور عوام کے استفادہ کے لئے شائع کیا۔ لیکن افسوس کہ اس رپورٹ پر افسر شاہی نے پوری طرح سے عمل نہ کیا۔ بنک کھاتوں کو نفع نقصان کی بنیاد پر ازسرنو ترتیب دیا گیا اور اقتصادی نظام میں مشارکہ اور مضاربہ کی اصناف متعارف کروائی گئیں۔ لیکن یہ سب کچھ نیم دلانہ انداز اور بہت محدود پیمانے پر ہوا۔ نتیجہ یہ کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی ایک اور رپورٹ میں مندرجہ ذیل الفاظ میں اظہارِ افسوس کیا:

''کونسل نے 81-1980ء میں کئے جانے والے ان اقدامات کا جائزہ لیا جو حکومت نے اسلامی نظامِ معیشت کے نفاذ کے سلسلے میں انجام دیئے ہیں۔ ان میں خاتمہ سود کے لیے کیے جانے والے اقدامات، ان سفارشات کے بالکل برعکس ہیں جو کونسل نے تجویز کیے تھے حکومت نے وہ طریقہ اختیار کیا جو مقصد کو فوت کرنے کا سبب بن گیا۔''

کونسل کی مذکورہ بالا رائے اور انتباہ حکومت کے ''مردانِ ناداں'' پر کلامِ نرم و نازک کی طرح بے اثر ثابت ہوا۔ ان حالات میں 1990ء کے دوران پاکستان کے ایک شہری محمود الرحمٰن فیصل نے وفاقی شرعی عدالت میں پٹیشن نمبر 30/I داخل کی۔ اور استدعا کی کہ عدالت رائج الوقت سودی نظامِ معیشت کو غیر اسلامی قرار دے کر اس پر پابندی عائد کردے اور حکومت کو ہدایت کرے کہ وہ پاکستان کے معاشی نظام سے سود کا چلن ختم کردے۔ عدالت نے سود کے کیس کی سماعت شروع کی تو بہت سے دوسرے ادارے، اشخاص، قانون دان اور خود حکومت اس طرف متوجہ ہوئی اور عدالت کے پاس سودی مسئلہ پر کل ملا کر 115 مقدمات جمع ہوگئے۔ وفاقی شرعی عدالت نے ان سب مقدمات کی مشترکہ سماعت کی اور اکتوبر 1991ء میں 157 صفحات پر مشتمل اپنا تاریخی فیصلہ سنایا۔ وفاقی شرعی عدالت چیف

جسٹس تنزیل الرحمٰن، جسٹس فدا محمد خان اور جسٹس عبید اللہ خان پر مشتمل تھی۔ عدالت نے اپنے فیصلہ میں نہ صرف یہ کہ سود کی تعریف متعین کی بلکہ ملک میں رائج تمام قوانین کا جائزہ لے کر بنکاری سمیت تمام سودی لین دین کو حرام قرار دے دیا اور حکومت اور تمام صوبوں سے کہا کہ وہ 30 جون 1992ء تک متعلقہ قوانین میں تبدیلی کر لے۔ عدالت نے یہ بھی قرار دیا کہ یکم جولائی 1992ء سے تمام سودی کاروبار غیر اسلامی ہونے کے ناطے ممنوع قرار پا جائے گا۔

وفاقی شرعی عدالت کے مذکورہ فیصلے کو عوامی سطح پر زبردست پذیرائی ملی لیکن بنکوں اور دیگر مالیاتی اداروں کے ساتھ ساتھ حکومت کو فکر لاحق ہوگئی کہ اگر سودی نظام ممنوع قرار پا گیا تو بین الاقوامی سطح پر قرضوں کے حصول میں مشکلات پیدا ہو جائیں گی اور عالمی منظر میں تجارتی سرگرمیوں پر اثر پڑے گا۔ نتیجہ یہ کہ جون 1992ء کے آتے آتے مالیاتی اداروں اور بنکوں کی جانب سے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف شریعت اپلیٹ بنچ سپریم کورٹ آف پاکستان میں 118 کے لگ بھگ اپیلیں دائر کر دی گئیں۔

شریعت اپلیٹ بنچ نے ان اپیلوں کی کئی ماہ تک مسلسل سماعت کی۔ اس فاضل بنچ میں مسٹر جسٹس خلیل الرحمٰن خان بطورِ چیئرمین شریک تھے۔ جبکہ مسٹر جسٹس وجیہ الدین احمد، مسٹر جسٹس منیر اے شیخ، مسٹر جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی اور مسٹر جسٹس ڈاکٹر محمود احمد غازی بطورِ ممبر شامل تھے۔ مقدمے کی سماعت جولائی 1999ء میں اپنے انجام کو پہنچی۔ معزز عدالت نے اس دوران مقدمہ میں زیر بحث آنے والے اہم فقہی مسائل اور سوالات پر رہنمائی حاصل کرنے کے لئے فریقین کے وکلا حضرات کے علاوہ بینکنگ کے ماہرین، معاشیات کا درک رکھنے والے سکالرز اور علماءِ کرام سے اپیل کی کہ وہ عدالت کی معاونت کریں۔ عدالت نے از خود بھی اسلامی بنکاری سے متعلق ایک درجن سے زیادہ قانون دانوں، معاشی ماہرین، محققین اور علما سے رابطہ کیا جن میں ڈاکٹر وقار مسعود، ڈاکٹر ارشد زمان، عمر چھاپرا، پروفیسر خورشید احمد، مولانا حافظ عبد الرحمٰن مدنی، عبد الجبار خان، خالد ایم اسحٰق، ابراہیم سادات، ڈاکٹر نواب حیدر نقوی، سید طاہر، مولانا گوہر رحمٰن، ایس ایم احسن، خالد مجید، صبغت اللہ، ڈاکٹر ضیاء الدین احمد اور ایس ایم ظفر جیسے ممتاز ماہرین شامل تھے۔

اس موقع پر فاضل عدالت نے اپنے وکلا اور سکالرز کی سہولت کے لیے کم از کم 10 سوالات بھی مرتب کیے جو زیرِ سماعت 118 اپیلوں میں اُٹھائے گئے نکات میں سے اخذ کیے گئے تھے۔ ان سوالات کے سرسری مطالعے سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی تھی کہ ان کے جوابات ہی دراصل سود سے متعلق اس اہم مقدمے میں بنیادی کردار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس مقدمے کی سماعت اور بحث کے دوران عدالت کے سامنے فریقین کی طرف سے 500 سے زائد کتب کے حوالہ جات پیش کیے گئے۔

جدید اور قدیم معاشی کتب وجرائد کے بے بہا ذخیرے میں سے اہم اقتباسات کی نقول عدالت کے ریکارڈ پر لائی

گئیں اور ڈیڑھ ہزار سال میں لکھی جانے والی قرآنی تفاسیر اور فقہی آرا کے ہزاروں صفحات پر مشتمل سود سے متعلق مباحث کو عدالت کے علم میں لایا گیا۔ قرآنِ مجید کے حوالوں کے علاوہ تقریباً دو ہزار احادیث بھی سند کے طور پر پیش کی گئیں۔ اس سارے مواد کی چھان پھٹک، عمیق مطالعے اور علماء و وکلا کی بحث سماعت کرنے کے بعد شریعت اپلیٹ بنچ نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کو عمومی طور پر درست قرار دیتے ہوئے جدید بنکاری سمیت تمام دیگر سودی قوانین کو اسلام کی روشنی میں ممنوع اور حرام قرار دے دیا اور حکومت کو مزید مہلت دیتے ہوئے ہدایت جاری کی کہ وہ جون 2001ء تک تمام غیر اسلامی قوانین کو تبدیل کر کے سود سے پاک کر دے۔ جون 2001ء سے قبل حکومت نے دوبارہ ایک درخواست شریعت بنچ کے سامنے دائر کی اور سودی نظام کو ختم کرنے کے لیے مزید دو سال کی مہلت طلب کی۔ عدالت نے درخواست کی سماعت کے بعد حکومت کی استدعا منظور کرتے ہوئے دو سال کے بجائے ایک سال کی مہلت دے دی اور ہدایت کی کہ جون 2002ء تک تمام قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے اور سود کو ختم کرنے کے اقدامات مکمل کر لئے جائیں۔

انصاف اور ایمان داری کا تقاضا تو یہی تھا کہ حکومت کی اپنی استدعا پر حاصل ہونے والی مہلت میں خلوصِ نیت سے سودی قوانین کی تبدیلی کا کام مکمل کیا جاتا۔ لیکن عملاً کوئی نظر آنے والی پیش رفت نہ کی گئی بلکہ حسبِ معمول سود کی بنیاد پر نئی اسکیمیں اور نئے قرضے حاصل کیے جاتے رہے اور جب عدالت کی دی ہوئی مہلت ختم ہونے کو آئی تو یونائیٹڈ بنک آف پاکستان نے (جو حکومت کے زیرِ انتظام چلنے والا بنک ہے) ایک نظرِ ثانی کی درخواست عدالت میں داخل کر دی جس میں کہا گیا کہ وفاقی شرعی عدالت اور شریعت اپلیٹ بنچ کے فیصلوں میں بہت سے قانونی نقائص رہ گئے ہیں اور یہ کہ عدالت کے سامنے پیش ہونے والے مواد کو درست طور پر پڑھا اور صحیح طور پر سمجھا نہیں گیا ہے، اس لیے اس فیصلے پر نظرِ ثانی کی جانی چاہیے۔ عین انہی ایام میں ایک اہم واقعہ یہ پیش آیا کہ شریعت اپلیٹ بنچ کے فاضل رکن جسٹس محمد تقی عثمانی کو جو سود سے متعلق اپیل کا فیصلہ لکھنے والے ججوں میں شامل تھے بغیر کوئی وجہ بتائے اپلیٹ بنچ سے فارغ کر دیا گیا اور بنچ میں جناب ڈاکٹر خالد محمود اور جناب رشید احمد جالندھری کو علما ججوں کی حیثیت سے شامل کر لیا گیا۔ اس طرح نظرِ ثانی کی درخواست کی سماعت جس بنچ نے کی، ان میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے چیف جسٹس شیخ ریاض احمد، جسٹس منیر اے شیخ، جسٹس قاضی محمد فاروق، جسٹس ڈاکٹر خالد محمود اور جسٹس ڈاکٹر رشید احمد جالندھری شامل تھے۔

(1) نظرِ ثانی کی اس درخواست پر سب سے پہلے یونائیٹڈ بنک کے وکیل راجہ محمد اکرم نے 12 جون 2002ء کو بحث کا آغاز کیا۔ راجہ اکرم نے موقف اختیار کیا کہ قرآنِ کریم میں ''بیع'' سے مراد تجارت، سرمایہ کاری، کاروبار اور سودا کاری ہے۔ بیع سے مراد 'صَرف' نہیں ہے جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ انہوں نے استدلال کیا کہ

قرآنِ کریم نے ربوٰ کو حرام قرار دیا ہے لیکن ’’بیع‘‘ کو جائز کہہ کر اس کی اجازت دی گئی ہے۔اور جدید بینکنگ کا نظام بیع کے وسیع مفہوم پر پورا اُترتا ہے۔اس لیے بنکاری کے ذریعے لین دین کو، ربوٰ قرار دے کر ممنوع کر دینا درست نہیں ہے۔

راجہ محمد اکرم نے کہا کہ ’’مشارکہ‘‘ کی اصطلاح حصہ داری (پارٹنر شپ) کا مفہوم ادا کرتی ہے۔اس لیے قرض کی وہ رقم جو کاروبار میں لگائی گئی ہو، اس پر منافع لینا بھی بیع کے زمرے میں آتا ہے۔اسی طرح فکسڈ ڈیپازٹ پر منافع حاصل کرنا بھی بیع ہی کی تعریف میں آئے گا کیونکہ فکسڈ ڈیپازٹ کی رقم بھی کاروبار میں لگائی جاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ دوسرے کاروباروں کی طرح بنک اور مالیاتی ادارے نفع کے ساتھ ساتھ نقصان میں بھی جاتے رہے ہیں اور وہ دیوالیہ بھی ہو جاتے ہیں لہٰذا دونوں صورتیں پیش آتی رہتی ہیں جو کہ اسلام کے جائز اصولِ تجارت کے عین مطابق ہے۔

راجہ محمد اکرم نے کچھ قرآنی آیات کی تفسیر بھی پیش کی۔انہوں نے آیت یـٰٓأَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنوا لا تَأْکُلُوا الرِّبٰوٓا أَضعٰفًا مُّضٰعَفَۃً (آل عمران 130) کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ اس آیت میں سود سے متعلق اضعافا مضاعفۃ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور لوگوں کو دوگنا چوگنا سود وصول کرنے سے منع کیا گیا ہے۔انہوں نے موقف اختیار کیا کہ اگر سود کی رقم دوگنی چوگنی رفتار سے بڑھتی نہیں ہے تو ایسے سود کی اسلام میں اجازت ہے۔یعنی دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلام کے نزدیک سود کی ظالمانہ شرح ہی ناجائز ہے۔راجہ محمد اکرم نے یہ بھی موقف اختیار کیا کہ سود کے متعلق ہدایات دراصل قانونی درجہ نہیں رکھتیں بلکہ اخلاقی درجہ میں ہیں۔اس لیے سود کی حرمت کو پاکستان کے عوام پر بذریعہ قانون نافذ کرنا قرین انصاف نہیں ہے۔

(2) اسلام میں قرض کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ وہ رقم ہے جو اللہ کے نام پر صدقہ یا خیرات کی شکل میں دی جاتی ہے جبکہ موجودہ بینکنگ سسٹم کے ’’لون‘‘ اس سے بالکل مختلف ہیں اور حکومت کی مختلف سکیموں میں لگایا جانے والا سرمایہ بھی قرض کی سابق الذکر تعریف پر پورا نہیں اترتا۔کیونکہ اس میں ’’ظلم‘‘ کا عنصر شامل نہیں ہوتا۔

(3) یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر موجودہ بینکنگ سسٹم کو ختم کر کے متبادل نظام لایا گیا تو پورے ملک میں انارکی پھیل جائے گی۔ایک اسلامی ریاست کا فرض ہے کہ وہ ایسے اقدامات اٹھائے جن سے لوگوں کی بھلائی کا پہلو نکلتا ہو اور عوامی مفادات کی حفاظت ہوتی ہو۔نہ کہ ملک میں افراتفری، بے یقینی اور انارکی پھیل جائے۔

(4) مسٹر خالد اسحٰق ایڈووکیٹ نے وفاقی شرعی عدالت میں کہا تھا کہ

(i) افراطِ زر (Inflation) کے بارے میں فقہی آرا موجود ہیں کہ افراطِ زر کے مطابق بڑھوتری سود کے

زمرے میں نہیں آتی۔

(ii) اس بارے میں بھی فقہی آرا موجود ہیں کہ بنکوں کی طرف سے دیا جانے والا منافع سود کی اس قسم میں شامل نہیں ہے جسے حرام یا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

وفاقی شرعی عدالت نے خالد اسحٰق کی معروضات کو محض اس لئے نظر انداز کر دیا کہ انہوں نے جس مواد پر اپنی رائے قائم کی ہے، اس کی نقول عدالت کو فراہم نہیں کیں۔ شریعت اپلیٹ بنچ کے لیے لازمی تھا کہ وہ مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں مقدمہ وفاقی شرعی عدالت کو واپس ریمانڈ کر دیتی۔ تاکہ از سرِ نو ان آرا کی جانچ کرنے کے بعد انہیں قبول یا مسترد کرے۔

(5) مندرجہ بالا موجبات کی روشنی میں دیکھا جائے تو بہت سی غلطیاں دونوں متنازعہ فیصلوں کی سطح پر تیرتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ اس لئے مقدمہ کا ریمانڈ کیا جانا قرین انصاف ہے۔

(6) موجودہ بنچ میں شامل علما پر اٹھائے گئے اعتراض کو رد کرتے ہوئے عدالت نے قرار دیا کہ دونوں فاضل ارکان مستند سکالر ہیں۔ عدالت نے مزید قرار دیا کہ ویسے بھی اس اعتراض کو نظر ثانی کے ساتھ نہیں اُٹھایا جا سکتا۔

شریعت اپلیٹ بنچ آف سپریم کورٹ کا نظر ثانی کی درخواست منظور کرنے والا مذکورہ بالا فیصلہ منظر عام پر آتے ہی ذرائع ابلاغ میں اہل قلم، علماءِ کرام اور قانون دانوں کے بیانات اور مضامین شائع ہونے لگے۔ بہت سے جرائد نے اس حوالے سے خصوصی مضامین اور اہل الرائے کے انٹرویوز شائع کئے۔ عوامی اندازہ تو آغاز ہی سے یہی تھا کہ سپریم کورٹ حکومت کی درخواست کو یقیناً پذیرائی بخشے گی اور اسے مزید مہلت عطا کرتے ہوئے سودی نظام کو جاری و ساری رہنے دے گی۔ لیکن وفاقی شرعی عدالت اور شریعت اپلیٹ بنچ کے دونوں فیصلوں کا بیک وقت منسوخ کیا جانا عوام اور دینی حلقوں کے لیے باعثِ حیرت بنا۔ عوامی رائے کے مطابق نہ تو موجودہ بنچ کے فاضل ارکان میں سے کوئی جسٹس (ر) تنزیل الرحمٰن جیسے علمی مرتبے کا حامل تھا۔ اور نہ ہی موجودہ بنچ میں شامل علماء کرام یعنی ڈاکٹر خالد محمود اور علامہ رشید جالندھری سابقہ شریعت اپلیٹ بنچ کے علماء ارکان مولانا تقی عثمانی اور ڈاکٹر محمود غازی جیسی فقہی استعداد کے حامل تھے۔ عوامی حلقوں کے ردّعمل کو چھوڑتے ہوئے، اختصار کے نقطہ نظر سے ذیل میں سپریم کورٹ کے سابق جج مسٹر جسٹس وجیہ الدین احمد کے ایک انٹرویو کے کچھ اقتباسات یہاں درج کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ یہ انٹرویو ہفت روزہ ''تکبیر'' 4 تا 10 جولائی 2002ء کے شمارے میں شامل اشاعت ہے۔ یاد رہے کہ جسٹس وجیہ الدین احمد اس شریعت اپلیٹ بنچ میں بطورِ جج شامل تھے جس نے دسمبر 1999ء میں سود کو حرام قرار دیتے ہوئے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کی توثیق کی تھی۔

جسٹس (ر) وجیہ الدین احمد نے جون 2002ء کے زیرِ نظر فیصلے پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ

''نظر ثانی اور اپیل میں ایک بنیادی فرق ہوتا ہے۔ اپیل میں نئے سوالات کی محدود حد تک پذیرائی ہوسکتی ہے مگر نظر ثانی میں نئے سوالات نہیں اُٹھائے جاسکتے۔ عدالت نے نہ صرف نئے سوالات اٹھانے دیے بلکہ ان کی بنیاد پر وفاقی شرعی عدالت اور شریعت اپلیٹ بنچ کے فیصلوں کو رد بھی کر دیا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے یہ عدالت سپریم کورٹ سے بھی بالا کوئی عدالت تھی''

جسٹس صاحب نے مزید کہا کہ عدالت کے سامنے سود کو لوگوں کا پرسنل لاء قرار دیا گیا اور کہا گیا کہ وفاقی شرعی عدالت پرسنل لاء پر فیصلہ دینے کی اہل نہ تھی۔ حالانکہ سود کسی طرح سے بھی پرسنل لاء کے زمرے میں نہیں آتا۔ یہ پوری قوم اور پورے ملک کا مسئلہ ہے، اسی لئے پرنسپل آف پالیسی میں اسے شامل کیا گیا ہے لہٰذا یہ ایک پبلک مسئلہ ہے۔ حکومت نے آئین کے آرٹیکل ۸سی کے حوالے سے دلیل دی کہ آئین میں سود کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جبکہ سود اور ربوٰ میں فرق ہے۔ لہٰذا سود کے بارے میں تو عدالت فیصلہ نہیں کرسکتی البتہ ربوٰ کے بارے میں کرسکتی ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ سود اور ربوٰ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس سلسلے میں سابقہ فیصلہ جات میں پوری تحقیق کی گئی تھی۔ اس کے علاوہ جب بھی اعلیٰ عدالتیں کسی فیصلے کی جانچ کرتی ہیں تو پہلے متنازعہ فیصلے کو عدالت میں پڑھوایا جاتا ہے تاکہ سب کو اس کی تفصیلات سے آگاہی ہوجائے۔

جسٹس (ر) وجیہ الدین احمد نے اس پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ جب ہم نے ربوٰ کا کیس سنا تو چار پانچ روز تک وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ پڑھوا کر کورٹ میں سنا تھا۔ حالیہ سماعت کے دوران نہ تو وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ سنا گیا، نہ ہی خود شریعت اپلیٹ بنچ کا فیصلہ سنا گیا، اس طرح اس فیصلے کے حیثیت قانونی طور پر مجروح ہوجاتی ہے۔

جہاں تک غیر مسلموں پر سود کے امتناعی فیصلے کے نفاذ کا تعلق ہے تو اس بارے میں پوری چھان بین کی گئی تھی۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے ہاں بھی سود کی ممانعت موجود ہے حتیٰ کہ ہندوؤں کے مذہب میں بھی ایسے سود کی ممانعت ہے جس سے غریب طبقات پس کررہ جائیں۔ سود صرف اُمتِ محمدیہ کے لئے ممنوع نہیں ہے بلکہ سابقہ ادیان میں بھی اس کی نفی ہوچکی ہے اور غیر مسلموں پر اس قانون کے اطلاق کا حکم صریح حضورِ اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے بھی ثابت ہے۔

اگر وفاقی شرعی عدالت یا شریعت اپلیٹ بنچ کے فیصلے میں کچھ نقائص رہ گئے تھے تو اعلیٰ ترین عدالت ہونے کے ناطے خود اس عدالت کی ذمہ داری تھی کہ وہ 'اتنے اہم سوالات' کی خود سماعت کرتی اور پھر ان پر اپنا فیصلہ سناتی لیکن جس طرح سابقہ دونوں فیصلوں کی نفی کرتے ہوئے سود کے مقدمہ کو دوبارہ نچلی عدالت میں بھیج دیا گیا ہے، اس کا

صاف مطلب تو یہی ہے کہ ایک طویل عرصے کے لیے سود پر مبنی غیر اسلامی نظام کو غیر معینہ مہلت دے دی گئی ہے۔

سود کے مقدمے میں اور عمومی طور پر عدالتوں پر حکومتی اثرات کا ذکر کرتے ہوئے جسٹس (ر) وجیہ الدین احمد نے کہا کہ اب تو یہ کہا جا رہا ہے کہ اپنی مرضی کے فیصلے کروانے کے لیے اپنی مرضی کے جج لگائے جائیں۔ اس مقصد کے لئے پی سی او کے تحت حلف لئے گئے اور اس کے بعد نئے ججوں کی بھرتی ہوئی۔ جب یہ عمل مکمل ہو گیا تو ظفر علی شاہ کیس میں اپنی مرضی کا فیصلہ حاصل کیا گیا۔ قاضی حسین احمد نے ریفرنڈم کے آرڈر کو چیلنج کیا تو فیصلہ دیا گیا کہ ریفرنڈم کو ہم دستور کی کسوٹی پر نہیں دیکھ سکتے کیونکہ دستور میں اس کا کوئی جواز نہیں۔ حکومت کہتی ہے کہ ریفرنڈم پی سی او کے تحت ہو رہا ہے اور پی سی او کے تحت تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔ لہٰذا آئین کی روشنی میں اس مسئلے کا فیصلہ کسی اور وقت اور کسی اور جگہ ہوگا۔ جسٹس (ر) وجیہ الدین احمد نے سود والے کیس کے حوالے سے انکشاف کیا کہ ایک ایسے شخص کو، جس سے حکومت قانونی معاملات میں مشورہ لیتی ہے اور جو اپنی جادوگری سے اس تمام گورکھ دھندے کو چلا رہے ہیں، سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کا فون آیا اور انہوں نے پوچھا کہ آپ بتائیں کہ شریعت اپلیٹ بنچ میں، میں نے سود والے مقدمے کی سماعت کرنا ہے، کس کس جج کو شامل کروں؟ یوں ان کی منظوری سے یہ بنچ تشکیل پایا۔ اس بنچ کے بارے میں اتنا ہی کہوں گا کہ اس کے ذریعے انصاف کے سودے کو گندا کیا گیا ہے۔ جہاں تک راقم الحروف کی معلومات کا تعلق ہے۔ حکومت یا قانونی گورکھ دھندہ چلانے والی کسی شخصیت نے یا پھر خود محترم چیف جسٹس نے اس بات کی تردید نہیں کی ہے۔

قصہ مختصر یہ کہ اب سود کا مقدمہ ایک مرتبہ پھر اپنے ابتدائی مرحلے میں پہنچ گیا ہے اور اس میں تازہ فیصلے کے ذریعے بہت سے 'نئے مباحث' کا ڈول ڈال دیا گیا ہے۔ سود کے بارے میں اسلامی نظریاتی کونسل کے واضح نقطہ نظر (جس کا ذکر اس مضمون کے آغاز میں کیا گیا ہے) اور آئین کے آرٹیکل ۱۸۳ ایف کے بعد جس میں کہا گیا ہے کہ حکومت جس قدر جلد ممکن ہو سکا، ربوٰ کو ختم کرے گی۔ ہمارے خیال میں سود کے بارے میں حرام اور ناجائز ہونے کی بحث کو تو ویسے ہی ختم ہو جانا چاہئے۔ کیونکہ خود آئین اسے ختم کرنے کا حکم دے رہا ہے۔ اس لیے اب عقل کی عیاری نئے مباحث کی صورت میں بھیس بدل کر سامنے آئے گی اور دلیل دے گی کہ آئین اور قرآن میں ربوٰ کو ممنوع قرار دیا گیا ہے اور ربوٰ کی تعریف سود اور انٹرسٹ سے بالکل الگ ہے۔ یہ مرحلہ دینی حلقوں کے لیے لمحہ فکریہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ قدرت کی طرف سے ایک بار پھر فکری اور نظریاتی سطح پر سود کے خلاف عدالتی جہاد کی تیاری کے لیے مہلت عطا ہو رہی ہے۔ خدا اور رسولؐ کے خلاف سودی جنگ میں مخالف طاقتوں کو شکست دینے کا یہ موقع بھی اگر ضائع کر دیا گیا تو یہ نظریہ پاکستان کے ساتھ ایک ناقابل معافی غفلت کے مترادف ہوگا۔

نوید مسعود ہاشمی

بجٹ، الفاظ کا گورکھ دھندا، فلم انڈسٹری پر نوازشات

عینک والے جن اور وزیر خزانہ مفتاح اسماعیل میں صرف اتنا سا فرق ہے۔ اول الذکر کو دیکھ کر بچے ہنستے تھے اور ثانی الذکر کو دیکھ اور سن کر بچے ڈرتے ہیں، مسلم لیگ (ن) کی اتحادی حکومت نے آئندہ مالی سال 23-2022ء کے لیے (47 ارب ڈالر) حجم کا وفاقی بجٹ پیش کیا، وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر کی خوشنمائی اپنی جگہ پر، لیکن اگر عملاً دیکھا جائے تو بجٹ الفاظ کے گورکھ دھندے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ سوائے اس کے کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 15 فیصد اضافہ، لیکن یہاں سوال تو بنتا ہے کہ ملک میں کیا صرف سرکاری ملازمین ہی رہتے ہیں؟ جو سرکار کے نہیں، بلکہ پرائیویٹ ملازم ہیں وہ کدھر جائیں؟ ان کا والی وارث کون ہے؟ کہا گیا کہ کفایت شعاری کو اپناتے ہوئے کابینہ اور سرکاری اہلکاروں کے لیے پٹرول کی حد کو 40 فیصد کم کیا گیا (اچھا کیا) مگر ایک طرف شہباز حکومت اپنے ہاتھوں سے عوام کے لیے مہنگائی کی قبر کھود رہی ہے اور دوسری طرف کابینہ اور سرکاری اہل کاروں کے لیے پٹرول کی مد میں صرف چالیس فیصد کمی؟ حالانکہ ہونا یہ چاہیے تھا کہ زیادہ نہیں تو صرف ایک سال کے لیے ہی سہی سو فیصد کمی کر دی جاتی اور یہ تو صرف پٹرول کی مد ہے۔ وفاقی کابینہ ہو یا صوبائی کابینہ، انہیں مفت ایئر ٹکٹس ہوں، مفت دیگر سفری سہولیات ہوں، ہوٹلنگ ہو یا دیگر مراعات ان پر بھی فی نفر قومی خزانے سے ہر ایک پہ جو لاگت آتی ہے وہ سلسلہ بھی ختم کر دیا جائے۔ واپڈا کے ہزاروں آفیسرز ہوں یا ایک لاکھ سے زائد ملازمین کو ملنے والے فری یونٹس کی تعداد لاکھوں، کروڑوں تک جا پہنچتی ہے، جس کا خمیازہ عوام کو بھگتنا پڑتا ہے۔ واپڈا آفیسرز ہوں یا ملازمین ان کے علاوہ بھی جس، جس بیوروکریٹ اور سرکاری شخصیت کو مفت بجلی کی سہولت دی گئی وہ اس سے واپس کی جائے۔

کابینہ یا سرکاری اہل کاروں کے لیے پٹرول کی مد میں صرف چالیس فیصد کمی کا اعلان کر کے عوام کو ''ماموں'' بنانے کی بجائے اس حوالے سے عملی طور پر ٹھوس اقدامات کیے جانے چاہییں، شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی کا یہ ٹویٹ پی ایم کی موجودہ حکومت کے بجٹ ''کرتوت'' کو واضح کرنے کے لیے کافی ہے۔ مفتی تقی عثمانی اپنے ٹویٹ میں فرماتے ہیں کہ ''معاشی مشکلات کے اس وقت میں جب عوام بنیادی ضروریات کو ترس رہے ہیں۔'' افسوس ہے کہ بجٹ میں نئے سینماؤں کے فروغ کے لیے ٹیکس کی چھوٹ دی جا رہی ہے دوسری طرف بجٹ میں سودی نظام سے چھٹکارے کے لیے کسی ابتدائی قدم کا بھی کوئی ذکر نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ویسے آپس کی بات ہے کہ عمران احمد نیازی کی ''ریاست مدینہ'' میں جب اس وقت کے ''مفتاح اسماعیل''

یعنی حماد اظہر نے بجٹ پیش کیا تھا تو بجٹ تقریر کے دوران اعلان کیا تھا کہ ''فنکاروں کی مالی معاونت 25 کروڑ سے بڑھا کر ایک ارب روپے مختص کر دی گئی ہے'' اور فواد چودھری تو اس حوالے سے بالکل جامے سے باہر تھے۔ مجھے آج بھی ان کا وہ بیان یاد ہے جس میں انہوں نے کہا تھا کہ ''نئے سینما گھر چودہ سو ارب کی لاگت سے ایک سال کے اندر بنا دیئے جائیں گے'' انہوں نے کہا تھا کہ ملک کے ہر کونے میں ایک سینما ہوگا اور یہ ترقی کی جانب ایک اور قدم ہے۔

اب شہباز شریف حکومت کے وزیر خزانہ مفتاح اسماعیل نے جو بجٹ پیش کیا تو کہا ''حکومت نیشنل فلم انسٹی ٹیوٹ کے قیام کو ممکن بنائے گی، فلم ڈسٹری بیوٹرز اور پروڈیوسرز پر عائد 8 فیصد ودہولڈنگ ٹیکس ختم، نئی فلم اور ڈراموں کے لیے آلات منگوانے پر سیلز ٹیکس صفر اور انٹرٹینمنٹ ڈیوٹی ختم، فرض کیجیے، آج شہباز شریف کی بجائے عمران نیازی وزیر اعظم ہوتے، مفتاح اسماعیل کی جگہ حماد اظہر وزیر خزانہ ہوتے، فلم انڈسٹری کے حوالے سے جو اعلانات مفتاح اسماعیل نے کیے، کیا حماد اظہر وہ اعلانات نہ کرتے؟ یقیناً بڑے خشوع، خضوع کے ساتھ کرتے، پس میرے پاکستانیو! جان لو کہ حماد اظہر ہوں یا مفتاح اسماعیل، عمران نیازی ہوں یا شہباز شریف یہ سب متحد اور متفق ہو سکتے ہیں مگر صرف آئی ایم ایف کی چاکری پر۔ جو ڈالروں کی بھیک دیتے ہیں، وہ خرافاتی ایجنڈے کی مینگنیاں بھی ساتھ ڈال دیتے ہیں، اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وفاقی بجٹ میں ''فلم انڈسٹری'' اداکاروں، فنکاروں پر تو نوازشات ہو سکتی ہیں۔ مگر مساجد اور قرآن وسنت کی تعلیم دینے والے دینی مدارس پر نہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ عالمی صہیونی ایجنڈے میں پاکستان کی سرزمین سے مسجدیں اور مدرسے ختم کرنا شامل ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حکومتیں، مندروں، گوردواروں اور گرجوں پر تو قومی خزانے سے کروڑوں، اربوں روپے لگاتی چلی آرہی ہیں اور آئندہ بھی لگاتی رہیں گی مگر مسجدوں اور دینی مدارس کے ماہانہ بجلی کے بل بھی معاف کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گی۔ یہ تو جمعیت علماء اسلام کے چار وزیر نہیں اگر ان کے دس وزراء بھی ہوں بلکہ فرض کریں ساتھ جماعت اسلامی کے 5 وزراء بھی شامل ہو جائیں، تب بھی قومی خزانہ فلم انڈسٹری پر لگے گا، وفاقی بجٹ میں فنکاروں، اداکاروں، گلوکاروں پر نوازشات ہوں گی۔ مگر مساجد، دینی مدارس، قرآنی مکاتب اور علماء کرام کا کوئی پرسان حال نہ ہوگا، اس لیے میری مذہبی کارکنوں سے گزارش ہے کہ وہ گالیاں دینے کی بجائے بجٹ انجوائے کریں۔

عطا محمد جنجوعہ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر بہتان تراشی

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کے وقت رب کی بارگاہ میں عجز وانکساری سے دعا کی رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ ......(البقرہ) اے ہمارے رب! ان میں انہیں میں سے رسول بھیج......

میرے پالنہار! تیرے حکم سے تیرا سادہ گھر ہم نے بنا دیا، اسے آباد کرنے والا عظیم الشان رسول تو بھیج دے۔ اللہ تعالیٰ نے خلیل اللہ کی دعا کو شرفِ قبولیت بخشا۔ مکہ کی دھرتی پر رحمتِ کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ سرورِ کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے غلبہ کے لیے اللہ سبحانہٗ کے سامنے ہاتھ اٹھائے:

اللھم اعز الاسلام باحب الرجلین الیک بأبی جھل بن ھشام او بعمر بن الخطاب

اے اللہ! ابوجہل بن ہشام اور عمر بن خطاب میں سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو اس کے ذریعے سے اسلام کو غالب کردے۔(الجامع ترمذی، حدیث:3682)

مشہور روایت کے مطابق زمانہ جاہلیت میں عمر بن خطاب، اسلام قبول کرنے والوں کو مارا کرتے تھے، جب اُن کو پتہ چلا کہ بہن اور بہنوئی نے اسلام قبول کرلیا ہے تو ان کو زدوکوب کیا۔ بہن نے غصہ کی حالت میں کہا، جو تجھے کرنا ہے کرلے، برملا تیرے سامنے اعلان کرتی ہوں "**أشھد ان لا اِلہ الا اللّٰہ و أن محمدا رسول اللّٰہ**".

میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی حقیقی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

عمر، استقامت سے لبریز بات سن کر شرمندہ ہوئے اور کہا جو صحیفہ آپ پڑھ رہے تھے، مجھے پڑھنے کے لیے دو۔ بہن نے کہا تو ناپاک ہے۔ عمر نے غسل کرنے کے بعد سورۃ طٰہٰ کی ابتدائی آیات کو پڑھا، آپ کا دل متاثر ہوا۔ اس کے بعد آپ نے کہا، جو ایسی بات کہہ رہا ہے، اس کے لیے یہی مناسب ہے کہ اس کے ساتھ دوسرے کی عبادت نہ کی جائی، مجھے بتاؤ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہیں؟

جب خباب رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو گھر سے نکلے، وہ چھپے ہوئے تھے، اور کہا اے عمر! خوش ہو جاؤ، مجھے امید ہے کہ آپ کے حق میں...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہو چکی ہے۔ عمر بن خطاب نے دارِارقم میں جا کر، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دی اور اسلام قبول کرلیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے "اللہ اکبر" کہا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنا ایمان چھپایا نہیں بلکہ قریش کے سرداروں کے گھر جا کر

اُن پر ظاہر کیا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مکمل خلوص وللّٰہیت کے ساتھ اسلام میں داخل ہوئے اور پوری طاقت کے ساتھ اسلام کے استحکام کے لیے کام کیا۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: اے اللہ کے رسول! کیا زندہ یا مردہ دونوں حالتوں میں ہم حق پر نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بَلٰی وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّکُمْ عَلَی الْحَقِّ اِنْ مُتُّمْ و اِنْ حَیِیتُمْ''

''ہاں، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم حق پر ہو خواہ تم وفات پا جاؤ یا تم باحیات رہو''

آپ نے کہا: پھر چھپنا کیوں؟ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا، آپ ضرور بالضرور کھلے عام نکلیں گے۔ ایسا لگتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ احساس ہو گیا تھا کہ علانیہ دعوت کا وقت آ گیا ہے اور اسلامی دعوت اتنی طاقت ور ہو چکی ہے کہ خود اپنا دفاع کر سکے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علانیہ دعوت کی اجازت مل گئی، آپ صحابہ کی دو صفوں کے درمیان نکلے۔ ایک میں عمر تھے اور دوسرے میں حمزہ۔ وہ گرد آلود ہو گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے، جب قریش نے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمر اور حمزہ رضی اللہ عنہما کو) دیکھا تو انھیں اس قدر تکلیف ہوئی کہ اتنی تکلیف کبھی نہیں ہوئی تھی۔ اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو ''فاروق'' کا لقب دیا۔ (حلیۃ الاولیاء، 40/1 صفۃ الصفوہ 103/1-104)

اللہ تعالیٰ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے ذریعہ سے اسلام اور مسلمانوں کو قوت بخشی، آپ بہت نڈر آدمی تھے، اس بات کی بالکل پروا نہ کرتے تھے کہ میرے پیچھے کیا ہو رہا ہے۔ آپ اور حمزہ رضی اللہ عنہما کے ذریعہ سے دیگر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ رہے۔ (الخلیفۃ الفاروق عمر بن الخطاب، ص: 27-26)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب سے جناب عمر (رضی اللہ عنہ) اسلام لائے، ہم کافروں پر بھاری رہے۔ ہمیں یاد ہے کہ ہم میں خانہ کعبہ کے طواف اور اس میں نماز پڑھنے کی طاقت نہ تھی، یہاں تک کہ عمر (رضی اللہ عنہ) اسلام لے آئے تو آپ نے اُن سے لڑائی کی، یہاں تک کہ وہ ہمیں چھوڑنے پر مجبور ہو گئے، پھر ہم نے نماز پڑھی اور طواف کیا۔ (فضائل الصحابہ، احمد بن حنبل، 344/1)

صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے تو اسلام کو غلبہ حاصل ہو گیا، علی الاعلان اس کی طرف دعوت دی گئی، ہم خانہ کعبہ کے اردگرد حلقہ بنا کر بیٹھنے لگے، ہم نے اس کا طواف کیا اور جس نے ہم پر سختی کی، ہم نے اس سے بدلہ لیا۔ (الطبقات الکبریٰ، 269/3۔ صفۃ الصفوہ: 274/1)

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں کسی شاعر کا یہ قول سچ ہے:

أعـنـي بـه الـفـاروق فـرق عـنـوة

بـالسيف بيـن الـكـفـر والايـمـان

''میری مراد فاروق سے ہے، جنھوں نے کفر وایمان کے درمیان تلوار کی قوت سے فرق واضح کر دیا''

هـو أظهـر الاسـلام بـعـد خـفـائـه

و مـحـا الـظـلام و بـاح بـالـكـتـمـان

''انھوں نے پوشیدگی کے بعد اسلام کو ظاہر کیا اور تاریکیوں کو ختم کر دیا اور پوشیدگی کو دور کیا۔''

(قونیۃ القحطانی،ص:22)

ہجرت: جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو علی الاعلان ہجرت کا عزم کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: میرے علم کے مطابق عمر بن خطاب کے علاوہ تمام مہاجرین نے چھپ چھپ کر ہجرت کی، لیکن جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کا عزم کیا تو تلوار کو گردن میں لٹکایا اور ترکش کو کندھے پر رکھا، ہاتھ میں تیر پکڑے اور لاٹھی لے کر نکل پڑے۔

(صحیح التوثیق فی سیرۃ الفاروق،ص:30)

کعبہ کی طرف گئے، قریش اس کے صحن میں بیٹھے تھے، بہت اطمینان سے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے سات چکر لگائے، پھر مقام ابراہیم پر آئے اور اطمینان سے نماز پڑھی، پھر ایک ایک کر کے تمام حلقوں سے گزرے اوران سے کہا: چہرے برباد ہو جائیں، اللہ تعالیٰ اُن کی عزت کو خاک میں ملا دے گا۔ جس کی یہ خواہش کہ اس کی ماں اسے گم پائے، اس کی اولاد اس پر ماتم کرے یا اس کی عورت بیوہ ہو جائے تو وہ اس وادی کے پیچھے مجھ سے ملاقات کرے۔ علی رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ آپ کے ساتھ صرف کمزوروں کی ایک جماعت ساتھ رہی، آپ نے ان کو سکھایا، ان کی رہنمائی کی اور رضائے الٰہی کے لیے آگے بڑھتے گئے۔

(صحیح التوثیق فی سیرۃ الفاروق،ص:30)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ آپ نے عقیدہ توحید کے مقابلہ میں خاندانی رشتہ کو دیوار پر مارتے ہوئے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو قتل کیا۔ وہ عقیدۂ توحید کا پرچم بلند کرنے میں اپنے اس عمل کو باعث فخر سمجھتے تھے۔ آپ نے اسی غزوہ میں مشرک قیدیوں کو قتل کرنے کا مشورہ دیا۔

غزوۂ اُحد اختتام کو پہنچ رہا تھا تو ابوسفیان کھڑا ہوا اور کہا: کیا محمد زندہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جواب نہ دو۔ اس نے پھر کہا، کیا مسلمانوں میں ابن ابی قحافہ (ابوبکر) زندہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جواب نہ دو۔اس نے کہا کیا مسلمانوں میں ابن خطاب زندہ ہے؟ پھر اس نے خود ہی کہا کہ یہ سب قتل کر دیے گئے ہیں، اگر زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ خود کو قابو میں نہ رکھ سکے اور کہا اے اللہ کے دشمن! تم نے جھوٹ کہا ہے، اللہ نے تیری رسوائی کا سارا سامان باقی رکھا ہے۔(صحیح بخاری، 4043)

عہدِ فاروقی، اسلامی فتوحات کا زرّیں دور ہے۔موجودہ دور میں روس وامریکہ کا دیگر ممالک پر رعب و دبدبہ ہے، ظہور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت اسی طرح اہل عرب ایران وروم سے خوف زدہ تھے۔امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سلطنتوں سے بیک وقت ٹکر لی اور قلیل عرصہ میں عراق، آذر بائیجان، فارس، کرمان، سیستان اور مکران کے علاقے فتح ہو گئے۔ایران میں ساسانی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور وسیع وعریض سلطنت اسلامی مملکت کا حصہ بن گئی، دوسری طرف شام، مصر پر اسلام کا پرچم لہرا کر قیصر روم سے اہم ترین حصے چھین لیے۔

عہدِ فاروقی میں بیت المقدس کا محاصرہ طویل ہو گیا۔روم کے ارطبون اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے درمیان خط وکتاب کا سلسلہ شروع ہوا تو ارطبون نے کہا: ''بیت المقدس کے فاتح کا نام عمر ہے''۔ چنانچہ صلاح مشورہ کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام بنایا اور خود امدادی فوج لے کر بیت المقدس کی طرف نکل پڑے۔شہر کی فصیل پر آ کر اُترے، پھر بیت المقدس کا بِطریق آپ کے پاس آیا، اپنا تعارف پیش کیا اور کہا اللہ کی قسم! یہ وہی شخص ہے جس کے (فاتح قدس) ہونے کی صفت ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں اور یہی ہمارے ملک کا فاتح ہوگا۔معاہدہ کے بعد فصیل کے تمام دروازے کھول دیے۔

عہدِ فاروقی میں کرۂ ارض کے وسیع وعریض علاقہ پر اسلام کو غلبہ نصیب ہوا۔یہ مقام ومرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور اللہ تعالیٰ کے انتخاب کا ثمر تھا۔

''اَللّٰھُمَ أَعِزَّ الاسلَامَ بَاَحبِّ الرَّجُلین الیک بأبی جھل بن ھشام او بعمر بن الخطاب''

اے اللہ! ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب میں سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو، اس کے ذریعے سے اسلام کو غالب کر دے۔(الجامع ترمذی، حدیث: 3682)

علامہ احسان الٰہی ظہیر نے ''الشیعہ واہل بیت'' اردو، ص: 166 پر تحریر کیا ہے کہ مجلسی نے بحار الانوار، ج: 4، کتاب السماء والعالم میں محمد باقر سے اس دعا کی روایت نقل کی ہے۔

شُبہ: سبائی مؤرخین کا یہ کہنا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت میں تاخیر کی تو عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کے گھر کو آگ لگائی۔دروازہ گرنے سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تکلیف پہنچی، وہ اس صدمہ سے فوت ہوئیں۔فریق ثانی کی طرف سے شہادت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے عنوان سے بیانات وائرل ہو چکے

ہیں۔

ازالہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، عقل سلیم، فہم وادراک کی نعمت سے بدرجہ اَتم مالا مال تھے۔ آپ مردم شناسی اور بصیرت کی اعلیٰ صلاحیتوں میں بے نظیر ولا ثانی تھے۔ کائنات کی اس عظیم ہستی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے غلبہ کے لیے اہلِ قریش میں دونام پیش کیے۔ **الله عليم بذات الصدور** نے اُن میں سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پسند فرمایا۔

فریق ثانی کے مؤقف کو درست تسلیم کرلیا جائے تو مخبرِ صادق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بصیرت اور اللہ علیم و خبیر کے انتخاب پر حرف آتا ہے۔ دین اسلام میں قرآن وسنت کے احکام حجت ہیں۔ ایسی تاریخی روایات جو اللہ تعالیٰ کے فیصلہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے متصادم ہیں، وہ ملت اسلامیہ کے لیے حجت نہیں۔

شوقِ شہادت: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اے اللہ! تو اپنے دین کی خاطر اپنے نبی کے شہر میں شہادت کی موت عطا فرما۔ (الطبقات الکبریٰ، ابن سعد، 331/3)

اللہ سبحانہٗ نے آپ رضی اللہ عنہ کی دعا کو قبولیت سے نوازا۔ مجوسی غلام ابولؤلؤ فیروز نے مسجد نبوی میں نمازِ فجر کے دوران سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر خنجر سے وار کیا۔ آپ زخموں کی تاب نہ لاکر شہادت کے رتبہ سے سرفراز ہوئے اور روضۂ اطہر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

قابلِ غور نکتہ: فریقِ ثانی کے بقول سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ناروا سلوک کرنے پر عمر بن خطاب کو دنیا میں سزا ملی یا اہلِ سنت کے بقول سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو غلبہ اسلام میں اہم خدمات سرانجام دینے پر روضۂ اطہر میں دفن ہونے کی سعادت میسر ہوئی؟ یہی دعوت فکر ہے۔

استقامت عمر (رضی اللہ عنہ) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دینی احکام پر نہایت استقامت کا مظاہرہ کیا اور دوسروں کو بھی صراطِ مستقیم پر گامزن کیا۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی گواہی پیش خدمت ہے:

شیخ سید شریف رضی (م:404ھ) نے نقل کیا ہے:

وَ قَالَ عَلَيْهِ السلام (فی کلامٍ له) وَ وَلِيُّهُم وَالٍ فَأَقَام وَاسْتَقامَ حَتَّى ضَرَب الدِّيْنُ بِجُرَانَهُ

(نہج البلاغہ، عربی، 399، مواعظ 460۔ باب المختار من حکمہ ومواعظہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں کے امور کا ایک حاکم وفرماں روا (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) ذمہ دار ہوا، جو سیدھے راستے پر چلا اور دوسروں کو اس راہ پر لگایا، یہاں تک کہ دین نے اپنا سینہ ٹیک دیا یعنی مضبوط ہوگیا۔

(نہج البلاغہ مترجم اردو، 954، مواعظ نمبر: 467، از مفتی جعفر حسین، مطبوعہ لاہور)

مولانا عبدالحمید تونسوی نے ''ارشاداتِ علیؓ'' (ص: 70) میں نقل کیا ہے کہ کمال الدین میثم بن علی بحرانی (م: 279ھ) اور ابراہیم بن حاجی حسین دنبلی نے اس کی شرح میں لکھا ہے:

''المَنْقُولُ اَنَّ الوَالِیَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَ ضَرْبُهُ بَجْرَانَهُ كِنَايَةٌ بِالْوَصفِ الْمُسْتَعَارِ عَنْ اِسْتِقْرَارِهِ وَ تَمَكُّنُهُ كَتَمَكُّنِ الْبَعِيْرِ الْبَارِکِ مِنَ الْأَرْضِ......الخ''

(شرح نہج البلاغۃ لابن میثم بحرانی، 632/4۔ شرح نہج البلاغۃ درۃ نجفیہ: 393، شیخ ابراہیم بن حاجی حسین الدنبلی)

ترجمہ: یہاں والی سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں، جو مسلمانوں کے والی اور حاکم ہوئے۔ پس انھوں نے دین کو قائم کیا اور خود دین پر مستقیم رہے حتیٰ کہ دین ٹھیک طرح قائم ہو گیا، جس طرح کہ شتر زمین پر گردن رکھ کر (استراحت کے لیے) ٹھیک طرح بیٹھ جاتا ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوطی سے قائم کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے شہادت دی ہے: شیخ سید شریف رضی (م: 404ھ) نے نقل کیا ہے کہ **وَ مِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السلام**: **'' للّٰه بَلاءُ فلانٍ فقد قَوَّمَ الْأَوْدَ و داوَی الْعَمَدَ ، خَلَّفَ الْفِتْنَةَ وَأَقَامَ السُّنَةَ ذَهَبَ نَقِيَّ الثّوبِ قَلِيْل الْعَيْبِ أَصَابَ خَيْرُهَا وَسَبَقَ شَرُّهَا أَدَّى اِلَى اللّٰه طَاعَتَهُ و اتَّقَاهُ بِحَقِّهِ''.**

(نہج البلاغہ عربی، الجزء الثانی، 257-256 خطبہ نمبر 224)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فلاں شخص (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کی کارکردگیوں کی جزا اللہ دے، انھوں نے ٹیڑھے پن کو سیدھا کیا، مرض کا چارہ کیا، فتنہ وفساد کو پیچھے چھوڑ گئے، سنت کو قائم کیا، صاف ستھرے دامن اور کم عیبوں کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے۔ (دنیا و آخرت کی) بھلائیوں کو پا لیا اور اس کی شر انگیزیوں سے آگے بڑھ گئے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت بھی اور اس کا پورا پورا خوف بھی کھایا۔

(نہج البلاغہ مترجم اردو، 417، خطبہ نمبر 225، از مفتی جعفر حسین طاہر، مطبوعہ لاہور)

مفتی جعفر حسین نے بھی اعتراف کیا ہے:

''ابن ابی الحدید نے تحریر کیا ہے کہ لفظ فلاں کنایہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے۔ اور یہ کلمات انہی کی مدح و توصیف میں کہے گئے ہیں، جیسا کہ سید رضی کے تحریر کردہ نسخہ نہج البلاغہ میں لفظ فلاں کے نیچے انہی کے ہاتھ کا لکھا ہوا لفظ ''عمر'' موجود تھا، یہ ہے ابن ابی الحدید کا دعویٰ''۔ (نہج البلاغہ مترجم اردو، 617، حاشیہ نمبر: 1، از مفتی جعفر حسین طاہر، مطبوعہ لاہور)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں خطبہ کے دوران عہد فاروقی کی تعریف و توصیف

کی، جب اُن کو تقیہ ضرورت نہ تھی کہ عمرؓ صاف ستھرے دامن کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے اور اُن کے دور میں دین اسلام کو عزت ملی۔

آپ غیر جانب دار ہو کر حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے فرمان کی روشنی میں جائزہ لیں کہ اگر عمرؓ نے فاطمہؓ کے گھر کو آگ لگائی ہوتی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ قطعاً نہ فرماتے کہ عمرؓ صاف ستھرے دامن کے ساتھ رخصت ہوئے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر نے شیعہ واہل بیت، (اردو،ص:431) میں فریق ثانی کی تفسیر سے ایک روایت نقل کی ہے:

''اللہ تعالیٰ نے آدم سے لے کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تک کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس پر اہل بیت کی ولایت نہ پیش کی گئی ہو، ان انبیاء میں سے جس نے ولایت کو تسلیم کرلیا وہ محفوظ رہا اور چھٹکارہ پا گیا، جس نے توقف کیا، اسے تسلیم کرنے سے پس وپیش کیا اسے امتحان میں ڈال دیا گیا۔ اسی وجہ سے آدم کو مصیبت میں مبتلا کیا گیا، اسی وجہ سے نوح کو طوفان میں مبتلا کیا گیا، اسی وجہ سے ابراہیم کو آگ میں ڈالا گیا، اسی وجہ سے یوسف کو کنویں پھینکا گیا، اسی وجہ سے ایوب کو امتحان میں ڈالا گیا، اسی وجہ سے داوٗد سے غلطی سرزد ہوئی تا آنکہ خدا نے یونس کو مبعوث کیا اور اس کی طرف وحی کی کہ اے یونس! امیر المؤمنین کی ولایت تسلیم کر۔ (تفسیر نور الثقلین، ج:3،ص:435)

قابل غور پہلو: انبیاء کرام نے ولایت اہل بیت تسلیم کرنے سے پس وپیش کیا تو وہ مصیبت میں مبتلا کیے گئے لیکن فریق ثانی کے بقول ابوبکر وعمر نے ولایت کا حق غصب کیا اور علی کے اہل کے بیت کے ساتھ توہین آمیز رویہ اختیار کیا، باعث تعجب ہے کہ وہ امارت وخلافت پر فائز ہو کر آیت خلافت (نور:55) کے مصداق بن گئے، کیا یہ قرین انصاف معاملہ ہے؟

اس قسم کی تاریخی روایات سبائی گروہ کے مؤرخین کی اختراع ہیں۔ مثلاً عبداللہ بن سبا نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے وصیت کے باطل دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے کہا: ''ہزارہا نبی تھے اور ہر نبی کا وصی تھا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی تھے''۔ (تاریخ الطبری:347/5)

کائنات کے مؤرخین ومشاہیر کی رائے ایک طرف ہو، اس کے مدمقابل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہو۔ سب کے اقوال کو رد کر کے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو سینہ سے لگالینا اہلِ سنت کا طرہ امتیاز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ زیادہ محبوب ہیں۔

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: عائشہؓ۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! مردوں میں سے؟ آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: اُن کے باپ (ابوبکر)، میں نے کہا پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر عمر بن خطاب، پھر آپ نے دیگر افراد کو شمار کیا۔ (صحیح بخاری، غزوہ ذات السلاسل، حدیث:4000۔صحیح مسلم:2384)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرات شیخینؓ کی افضلیت کا اقرار کیا ہے۔ مولانا عبدالحمید تونسوی نے ارشاداتِ علیؓ، (ص:66) میں تحریر کیا ہے:

سید مرتضیٰ علم الہدیٰ (م:406ھ) نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:

وَ رَوَى اَبُوْ جُحَيفة و محمد بن علی وعبد خير وسُوَيدُ بنُ غُفلة وابو حكيمة و غيرهم و قد قيل انهم اربعة عشر رجلا ان عليا عليه السلام قال فی خطبة (خير هذه الامّةِ بعدَ نبيّها ابوبكر و عمر) (کتاب الشافی:171/2۔مطبوعہ تہران)

متعدد لوگوں سے یہ بات مروی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ چودہ حضرات ہیں، جنھوں نے یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے خطبہ میں ارشاد فرمایا: ''اس امت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ابوبکرؓ ہیں اور پھر عمرؓ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا بے حد مقام ومرتبہ تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنی پوری زندگی عمر رضی اللہ عنہ کے مشیر، خیر خواہ اور ہمدرد رہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ سے بہت محبت کرتے تھے، ان دونوں میں باہمی اعتماد اور الفت ومحبت قائم تھی۔

اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کے راہ نماؤں کو اتحاد و یک جہتی کی فضا سازگار کرنے کی توفیق دے۔ اور فتنہ وفساد پھیلانے والے گروہ کے شر سے محفوظ رکھے۔

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان
بہ فیضانِ نظر ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
28 جولائی 2022ء
جمعرات بعد نماز مغرب
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
حضرت حافظ سید محمد کفیل بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)
نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی آخری جمعرات کو بعد نمازِ مغرب درسِ قرآن ہوتا ہے
الداعی انتظامیہ مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061 4511961

ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قربانی ...... حکمت اور مسائل و احکام

اسلام امن وسلامتی کا ہی نام ہے اسلام کے ہر عمل سے سلامتی پیدا ہوتی اور امن پھیلتا ہے ہر باشعور آدمی غور وفکر کی نعمت سے اس حقیقت کو پا سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی آمد سے قبل انسانوں کے اعمال جس برائی، خباثت اور شیطنت سے آشنا ہو چکے تھے اسلام نے انہی اعمال کو اسوۂ حسنہ میں پابند کر کے محبت، آدمیت، امن، سلامتی اور عافیت پیدا کر دی۔ غور فرمائیے قبائل کے سردار اور ان کے ساتھی کھانا کھا رہے ہیں ہمہ قسم نعمت ان کے سامنے چن دی گئی ہے مگر کیا مجال کہ غلام اس کی طرف دیکھ بھی جائے۔ روساء و بزرجمہر کھا پی کے فارغ ہوں گے۔ تو بچا کھچا ان کے منہ میں بھی پہنچ جائے گا جو غلام ہونے کا طعنہ سینے پر سجائے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔ یہ اسلام ہی ہے جس نے آ کر مکارم اخلاق پیدا کئے۔ اسی معاشرے میں غلام کو آقا کے برابر اور فقیر کو امیر جیسا کر دیا۔ من و تو کی تمیز ختم کر دی۔ معاشرے میں حسن پیدا کیا۔ جو نہ کلیوں میں نہ غنچوں میں، نہ پھولوں میں نہ بہاروں میں ہے۔ دنیا کے کسی نظام میں بھی یہ حسن وخوبی یہ برابری و برادری نہیں ہے۔ دنیائے فکر میں انقلاب بپا کیجئے اور چودہ سو برس کی الٹی زقند لگایئے۔ چشم خرد کھولیے اور ملاحظہ کیجئے کہ مولائے کائنات سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ لکڑی کے ایک پیالے میں لقمے لگا لگا کر کھا رہے ہیں۔ غلام آقا کے روبرو ہے، نظر و توجہ کی نعمتوں سے بھی مالا مال ہو رہا ہے اور معاش و معاد کے لمحے بھی سنوار رہا ہے۔ جی ہاں یہ وہی بلال ہے جسے کفارِ مکہ کا جمہوری نظام اور جمہوری گماشتے اپنے برابر دیکھنا نہیں چاہتے تھے اور اسے غلام ہی مارنا چاہتے تھے، اسی طرح قربانی کا عمل بھی معاشرے میں امن وسلامتی اور بلندی پیدا کرتا ہے۔

قربانی تو زمانۂ جاہلیت میں بھی امن وسلامتی اور سفر کے خطرات سے بچاتی تھی۔ عرب کا معمول تھا کوئی شخص اگر حج کے لیے آمادہ سفر ہے تو اسے اپنے قربانی کے جانوروں کے گلے میں پٹے ڈال کر ساتھ رکھنا پڑتا۔ اور یہ قربانی کا پٹہ ہی راستے کے خطرات و مشکلات کے بچنے کی علامت ہوتا۔ نتیجہ یہ نکلتا کہ ایسا مسافر اپنے ساز و سامان سمیت منزل مراد پر پہنچ جاتا۔ حج کرتا، قربانی دیتا اور رضاء الٰہی کی نعمتیں سمیٹتا واپس لوٹ جاتا۔ قربانی کے اس جانور کو ھدی کہا جاتا ہے۔ ویسے عربوں میں یہ دستور تھا کہ دین ابراہیمی کے مطابق وہ چار مہینوں کا بہت احترام کرتے یعنی رجب، ذی قعد، ذی الحج، اور محرم...... یہ مہینے پر امن اور عافیت وسلامتی کے مہینے تھے قرآن کریم نے بھی ان مہینوں کے باعزت و باوقار ہونے کا ذکر فرمایا ہے مِنها اربعةٌ حُرم ان میں سے چار بہت معزز ہیں (سورۃ التوبہ)۔ انہی چار ماہ کے اعزاز و اکرام میں عرب اپنی جاہلیت کی عادتیں، لڑائی جھگڑے ختم کر دیتے تھے۔ ذی الحجہ کا مہینہ بھی انہی مکرم و محترم مہینوں کا حصہ ہے۔ جس میں قربانی، حج اور عبادات اس کا جزو لاینفک ہے۔ اس لیے بھی یہ امن وامان اور عافیت وسلامتی کا پیغام سرمدی ہے۔ امن عامہ کی نوید الٰہی ہے۔ مگر ہمارے معاشرہ میں چونکہ اسلام کو ثانوی حیثیت دیدی گئی ہے اور جمہوریت کو پہلی پوزیشن، اس لیے

موجودہ معاشرے پر پھٹکار پڑ رہی ہے۔عرب جہلا تو پٹے والے قربانی کے جانوروں کی لوٹ مار نہیں کرتے تھے۔"یہ جمہوریت زادے" اور "روشن خیال" وہ بھی نہیں چھوڑتے۔اس عمل خبیث میں یہ اُن سے بھی آگے نکل گئے۔لوگوں نے مہندی، جھانجر، زنجیر اور پٹے قربانی کی تمام نشانیوں سے اپنے قربانی کے جانوروں کو مرصع کیا ہوتا ہے، مگر یہ فرزندانِ ناہموار اسے بھی چوری کرنے سے باز نہیں آتے۔اگر "لبرل اسلام" کے ماننے والے منافقین اپنے رویے تبدیل کر کے حقیقی اسلام کے پیروکار بن جائیں یعنی مکمل مومن بن جائیں تو امت کو یہ روز سیاہ دیکھنا نصیب نہ ہو!اس پر مستزاد یہ کہ ان چوروں اور حرام خوروں کو پاکستان کی رسوائے زمانہ تعزیرات سزا نہیں دیتی بلکہ "لبرل اسلام" کی نمائندہ کمیونٹی جو حدود اللہ کو "وحشیانہ" سزائیں کہتی ہے وہ وحشی اور جنگلی بھی اس درندگی پر بہت پریشان ہیں مگر امن قائم نہیں کر سکے۔جو دن بھی طلوع ہوتا ہے، وہ فسق و فجور کی تمازت بڑھا دیتا ہے۔خود کو ترقی یافتہ کہنے والے یورپ کے اندھے مقلد پاکستان میں خیر پیدا نہیں کر سکے، پاکستان کی سیکولر سیاسی قوتیں' شر، فتنہ وفساد اور تباہی کی نمائندگی کرتی، اسے پھیلاتی اور حکومت کرتی ہیں۔یہ چار پانچ فیصد جو امن کے روح پرور مناظر دیکھنے میں آتے ہیں۔یہ صرف ان دینی اعمال کی وجہ سے ہیں جو مسلمان انفرادی اور ذاتی ذوق کی بنیاد پر کرتے ہیں ورنہ ریاست کے قانونِ بد نے تو انکارِ اعمال کی کھلی آزادی دے رکھی ہے۔اللہ کی پناہ!

قربانی اپنا شاندار ماضی، امن وسلامتی پر سچی تاریخی روایت وشہادت رکھتی ہے۔دورِ حاضر میں قربانی نہ صرف یہ کہ امن کا پیغام ہے بلکہ مسئلہ معاش کے حل کا عظیم پہلو بھی اپنے جلو میں رکھتی ہے کہ اس عمل صالح کی بدولت معاشی بدحالی ختم ہوتی اور معاشی امن پیدا ہوتا ہے۔سینکڑوں غریب امیر ہو جاتے ہیں۔قرآن کا حکم ہے:

فکلو ا منھا و اطعمو البائس الفقیر . (الحج آیت ۲۸) سو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ محتاج بے حال کو۔

فکلوا منھا و اطعموا القانع والمعتر . (الحج آیت ۳۶) سو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ صبر سے بیٹھنے والے کو اور بیقراری کرنے والے کو۔

ہمارے معاشرہ میں سرمائے کی غیر منصفانہ تقسیم اور یورپ کے معیارِ زندگی کی نقالی نے معاشرہ کو طبقات میں تقسیم کر دیا ہے۔اعلیٰ طبقہ کہلانے والے لوگ اخلاق سے عاری، ہمدردی سے محروم، اخوۃ، برادری اور برابری کے شائستہ جذبات کو خیر باد کہہ کر دوسرے تیسرے اور چوتھے طبقہ کے لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں کہ اللہ کی پناہ۔ہمارے معاشرے کا دوسرا تیسرا اور چوتھا طبقہ زندگی کی راحتوں سے مجبور اور معاشی حالات سے رنجور ہے اور سفید پوشی، ظاہر داری اور برادریوں کے جذبۂ تقابل میں اس قدر چُور چُور ہے کہ توبہ ہی بھلی۔معاشرے کے جن لوگوں کے پاس مال ومنال زر وجواہر اور دھن دولت موجود ہے۔پھر اُن میں سے جو اس دولت کو دین کے احکام کے مطابق صرف کرتے ہیں۔زکوٰۃ دیتے ہیں صدقات دیتے ہیں انفاق عام کرتے ہیں وہ جب قربانی دیں گے تو معاشرہ کے ایسے افراد جو بے چارے مال کی کمی کے سبب ہفتوں اور مہینوں تک گوشت کی شکل سے ناآشنا اور اس کی لذت سے محروم رہتے ہیں۔قربانی کرنے والا خود کھائے تو اس کی اجازت ہے اس لیے کہ "**فکلوا منھا**" اَمرِ

استحباب ہے امرِ وجوب نہیں یعنی اجازت ہے حکم نہیں جیسے واذا حللتم فاصطادوا ۔ (پ ٦ ۔المائدہ۔ آیت ٢) اور جب احرام سے نکلو تو شکار کر سکتے ہو۔

اپنے گھر کے لیے رکھ لے تو اجازت ہے اگر نہ رکھے تو بہتر ہے اور واجب ہے کہ وہ قربانی کا گوشت بے حال محتاج، نادار، بے یارو مددگار اور ایسا مسکین جو قانع صابر محروم ہو اور ایسا مسکین بھی جو سائل اور بے قرار ہو بھوک کے ہاتھوں تنگ آ کر مانگنے لگ جائے سب کو تلاش کر کے پہنچایا جائے۔ ایسے ضرورت مندوں کو زکوۃ صدقات وغیرہ کی طرح قربانی کا گوشت پہنچانے سے ان کی طبعی تندی ترشی اور حالات سے پیدا شدہ نفرتیں کم ہوں گی۔ غضب وانتقام کی جگہ محبت واحترام پیدا ہوگا۔ لوٹ مار قتل وغارتگری کی بجائے حفاظت وخدمت کے نیک جذبات ظہور پذیر ہوں گے۔ معاشرہ میں امن وسلامتی غالب آئے گی یعنی خیر طالب اور شر مغلوب ہوگا۔ رودے اور کھالیں بھی معاشرے کے انہی پسے ہوئے لوگوں کا حق ہے۔ قصاب قطعاً کھال رودے اُجرت میں نہیں لیجا سکتے قربانی کے جانوروں پر ڈالے گئے کپڑے گھنٹیاں زنجیریں جھانجریں وغیرہ سب چیزیں غرباء کا حق ہیں۔ جب غرباء کو ان کا شرعی حق مال کی صورت میں پہنچے گا تو معاشی ناہمواری دور ہوگی اور معاشی ناہمواری کے دور ہونے سے جذبہ حسد و رقابت بھی دور ہوگا جس کا نتیجہ ہے خوشحالی مختصر اً ملاحظہ کریں۔

قربانی کے فوائد:

(١) ایک طبقہ میں گردش زر قائم ہوئی۔ قربانی کے لیے جانور خریدے گئے ۔ بیچنے والے کو مال منتقل ہوا۔ اُسے کچھ روز گھر میں رکھا، خدمت کی، گھاس دانہ کھلایا

(٢) دوسرے طبقہ میں گردشِ زر قائم ہوئی۔ قصاب نے ذبح کیا اور مزدوری لی۔

(٣) تیسرے طبقہ میں گردشِ زر قائم ہوئی، کھال فروخت ہوئی یا خیراتی اداروں میں تقسیم ہوئی۔

(٤) چوتھے طبقہ میں گردشِ زر قائم ہوئی ۔ رودے، زنجیر، کپڑا، جھانجر فروخت ہوئی۔ ان کی قیمت مساکین یتامیٰ، بیوگان محتاج، غریب، دینی کارکن، دینی مدارس کے مسافر طلباء واساتذہ میں مختلف صورتوں میں تقسیم ہوئی۔

(٥) پانچویں طبقہ میں گردش زر قائم ہوئی ۔ سرمایہ انجماد سے بچا۔ ایک ہاتھ میں نہ رہا مختلف ہاتھوں میں پہنچا ملک وقوم کو فائدہ پہنچا۔ ایسا اہم اور عظیم عمل جس سے معاشرے کے پانچ طبقوں کو فیض، نفع اور فائدہ پہنچتا ہو اس کی مخالفت کرنا کہاں کی خدمتِ انسانی اور خدمتِ حیوانی ہے۔ یا دانشمندی ہے؟ بجز اس کے کہ

بک رہے ہیں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

ہاں یہ سیکولرسٹوں کا ''روشن اور لبرل اسلام'' تو ہوسکتا ہے حقیقی دین اسلام نہیں۔

قربانی اور قربانی کے جانور: قربانی اور قربانی کے جانور شعائر اللہ میں سے ہیں۔ (الحج آیت ٣٦)

ایسے لوگ جو بے رحمی اور حیوانات کے انسداد کی ذیل میں قربانی کے عمل کو رد کرتے ہیں یا مال کے ضیاع کی نام

نہاد حکمت کی بنیاد پر اس کو غلط قرار دیتے ہیں وہ لوگ بنیادی طور پر جاہل وظالم ہیں۔اس لیے کہ قرآن حکیم نے قربانی اور قربانی کے جانوروں کی حیثیت دین اسلام کی علامتوں میں سے دو علامتیں قرار دی ہیں۔دین کی علامتوں کی تعظیم دلوں کے تقویٰ کی علامت ہے۔ان شعائر کا احترام نہ کرنے والے لوگ خلوص سے محروم ہیں۔شعائر اللہ کی باقاعدہ و باضابطہ شرعی حیثیت وعظمت ہے۔اس عمل کی ایک مذہبی ،شرعی اور قانونی تاریخ ہے اس کی تردید،تغلیط اور توھین ،احکام ومسائل اور قوانین قرآنی سے بے خبری، لاعلمی اور جہالت پر مبنی ہے۔پھر ایسا آدمی جو قربانی جیسے عمل خیر کو روکتا ہے،اس کے خلاف ذہنوں کو ہموار کرتا ہے اور فضول قسم کی باتیں جو یاوہ گوئی اور ہرزہ سرائی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں' کرتا رہتا ہے۔وہ معاشرے کو باہم ایک دوسرے سے کاٹنا چاہتا ہے۔قربانی کے عمل سے معاشرہ کے تمام طبقات باہم مربوط ہوجاتے ہیں اور یہ حیوانات پر رحم کرنے والا نام نہاد مہربان انسانوں کو محبت، مؤدت ، ارتباط، معاشرتی ترقی سے محروم کرنے والا ظالم،سفاک اور خود غرض ہے کہ انسانوں پر رحم نہیں کرتا!

پیغام:

عید،خوش خوراکی وخوش پوشاکی اور کھیل کود کا نام ہی تو نہیں بلکہ عید عبارت ہے......
اجتماعیت و یکجہتی سے،قربانی وایثار سے،عدل وتقویٰ سے،حق شناسی وخدا خوفی سے
محبت،ادب اور اخلاص سے،مودّت اور اخوت کے پاکیزہ جذبات سے!

احکام ومسائل

● تمہید: قربانی جدُّ الانبیاء اور مجدّد الانبیاء سیدنا ابراہیم خلیل اللہ اور سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیہم السلام اور سید الاوّلین، قائد المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مقدس یادگار اور ابدی سنت ہے......حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایام قربانی میں اللہ تعالیٰ کو اپنے نام پر بہائے ہوئے خون قربانی سے زیادہ کوئی چیز اور عمل پسند نہیں۔ذبح کے وقت خون کا ہر قطرہ زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی خدا کے ہاں مقبول ہوجاتا ہے۔نیز فرمایا: ذبیحہ کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں'ان میں سے ہر ہر بال کے بدل میں ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿لَنْ يَّنَا لَ اللهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاءُ هَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ﴾
''اللہ کو نہیں پہنچتے' ان کے گوشت اور نہ لہو۔لیکن اس کو پہنچتا ہے تمہارے دلوں کا ادب (خلوص)۔''(سورۃ حج'۱۳۷)

قربانی: بعض اسلام دشمن عناصر جن کو مخلوق خدا کی فلاح کا بہت زیادہ ''درد'' اٹھتا ہے'وہ اس نظریاتی مملکت میں برسوں سے زہر پھیلا رہے ہیں اور خصوصیت کے ساتھ جدید تعلیم سے روشناس مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں کہ قربانی ''مولوی ازم'' کی ایجاد ہے، کتنا بڑا ظلم ہے کہ ہزاروں لاکھوں روپے کا خون بہادیا جائے،اس میں انسانیت کی کیا خدمت ہے؟اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ تو صرف ''مکہ'' میں ہی فرض ہے اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں قربانی نہیں دی۔کوئی شخص بھی اس بات کا مجاز نہیں کہ دین متین میں ایک حرف کی بھی تبدیلی کر سکے۔

قربانی انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور ہر صاحب نصاب مسلمان پر واجب ہے۔ جو چودہ سو سال سے ادا کی جارہی ہے۔ خود حضور ﷺ نے اور ان کے بعد ان کے صحیح جانشین خلفائے راشدین نے اور صحابہ کرام ؓ نے اور امت کی مسلّمہ شخصیتوں نے ادا کی اور کروائی۔ یہ کہنا کتنا بڑا دجل ہے کہ ختم المرسلین ﷺ نے صرف مکہ میں قربانی کی۔ حالانکہ احادیثِ صحیحہ میں اس کا ثبوت موجود ہے کہ مدینہ میں بھی قربانی ہوئی اور لاکھوں مربع میل میں پھیلی ہوئی اسلامی سلطنت میں بسنے والے مسلمانوں نے اس سنت کو ادا کیا۔

حضور ﷺ نے مدینہ میں قربانی کی:

﴿عن ابن عمر ‘قال اقام رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم بالمدینہ عَشَر سِنِیْنَ یُضَحِّیْ﴾

حضرت ابن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے دس برس مدینہ میں قیام فرمایا اور قربانی دی: (ترمذی ص۱۸۲، مسند احمد ج۷ص۵۷)

﴿عن ابن عباس قال کنّا مع رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فی سفر فحضر الا ضحی فاشتر کنا فی البقرۃ سبعۃ وفی البعیر عشرۃ﴾ (ترمذی ص۱۸۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سفر میں تھے کہ سفر میں ہی قربانی کا دن آ گیا تو ہم قربانی کی گائے کے سات حصوں اور اونٹ کے دس حصوں میں شریک ہوئے۔

جمہور علماء کے نزدیک اونٹ میں دس حصوں والا حکم منسوخ ہوگیا اور سات حصوں والا حکم جاری ہوا۔ اسے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ذکر کیا ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ۔ص ۱۲۸)

ان ہر دو روایات کی روشنی میں یہ بات قطعیت کے ساتھ واضح ہوگئی کہ حضور ﷺ نے سفر میں بھی قربانی کی اور مدینہ میں بھی، اس کے بعد اس قسم کی لغو اور بے بنیاد باتوں کی کوئی گنجائش نہیں رہتی اور یہ حدیث ان کے قول کے بطلان کے لیے دلیل کا ایک طمانچہ ہے۔ اہل اسلام سے التماس ہے کہ وہ اس قسم کی لغویات پر دھیان نہ دیں اور دین متین کی حفاظت کرتے ہوئے اور محبت رسول ﷺ سے سرشار ہو کر اس سنت کو خوب ذوق وشوق سے ادا کریں تاکہ روزِ محشر بارگاہِ رب العزت میں نجات کا سبب اور اللہ کے محبوب ﷺ کی شفاعت کے مستحق بنیں۔ خداوندِ قدوس ہم سب کو سختی سے اسلام کے اصولوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین ،ثمّ اٰمین

مختصر مسائل قربانی:

● ہر آزاد عاقل بالغ مسلمان جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا رکھتا ہو، یا ان دونوں سے جتنی مالیت کی جائیداد یا مال تجارت کا مالک ہو، اس پر عیدالاضحیٰ یعنی ذوالحجہ کی دس تاریخ کو صبح صادق طلوع ہونے سے لے کر بارہویں ذوالحجہ کی شام تک چند مخصوص حلال جانوروں میں سے کسی ایک قسم کے جانور کو حکمِ الٰہی اور سنت نبی ﷺ کی پیروی میں ذبح کرنا واجب ہے، جسے شرعی زبان میں اُضحِیَّہ اور ہماری بول چال میں قربانی کہتے ہیں۔

● قربانی کے لیے مذکورہ بالا مالیت پر زکوٰۃ کی طرح سال کا پورا ہونا شرط نہیں۔

● جن لوگوں پر صدقۃ الفطر واجب ہوتا ہے، انھی پر قربانی واجب ہے اور جیسے صدقۃ الفطر اپنی ذات پر واجب ہوتا ہے، اہل و عیال کی طرف سے از خود دینا نفلی عبادت ہے، ایسے ہی قربانی بھی صرف اپنی ذات پر واجب ہے۔ البتہ دوسرے کی طرف سے ثواب کے طور پر یا وکیل بن کر قربانی کرنا درست ہے۔

● کسی کے پاس بالکل مال نہ تھا، لیکن اچانک کسی طرح دسویں کی صبح کو یا بارہویں کو غروب آفتاب سے پہلے مذکورہ بالا مالیت حاصل ہوگئی تو اس پر قربانی واجب ہے۔

● ایسے شخص نے کسی کی غیر موجودگی میں اس کی طرف سے اجازت کے بغیر قربانی دے دی وہ ادا نہ ہوئی، بلکہ غائب پر بدستور واجب رہے گی۔

● صاحب مال آدمی اگر مقروض ہے تو ادائے قرض کے بعد مذکورہ بالا مالیت باقی بچے تو قربانی واجب ہے، ورنہ نہیں۔

● اگر کسی شخص پر قربانی واجب نہ تھی اور اس نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا اور ایسے ہی کسی نے کوئی منّت مانی کہ میرا فلاں کام ہو گیا تو میں قربانی دوں گا اور اتفاقاً وہ کام بھی ہو گیا، تو اس پر قربانی واجب ہوگئی لیکن منت والی قربانی کا گوشت خواہ وہ امیر کی طرف سے ہو یا غریب کی طرف سے نہ خود کھانا جائز ہے اور نہ ہی صاحب حیثیت افراد کو کھلانا، کیونکہ منت بھی ایک صدقہ ہے اور صدقہ مساکین اور فقراء کا حق ہوتا ہے، اگر بھول کر کھالیا یا کھلا دیا' تو اتنی ہی مقدار میں مزید گوشت خیرات کرنا واجب ہوگا۔

● مسافر پر قربانی واجب نہیں۔ البتہ سفر میں کسی جگہ پندرہ دن تک ٹھہرنا ہو گیا تو قربانی واجب ہوگی۔

● دیہات میں رہنے والوں کے لیے نماز عید سے پہلے قربانی جائز ہے۔

● شہر اور قصبوں میں رہنے والوں کے لیے نماز عید ادا کرنے سے پہلے قربانی جائز نہیں۔

● اگر کسی شخص نے قربانی میں اتنی تاخیر کردی کہ بارہویں تاریخ کو غروب آفتاب تک بھی قربانی نہ کرسکا، اگر جانور خرید چکا تھا، تو وہی جانور خیرات کردے، اگر جانور نہیں خریدا تھا، تو ایک بھیڑ یا بکری کی قیمت خیرات کردے۔

● اگر کسی نے قربانی کا جانور پالنے کے لیے کسی کو دے دیا تو پالنے والا اس کا مالک نہیں ہوسکتا، نہ ہی اسے بیچ سکتا ہے۔ بیچنا ہو تو اصل مالک کی اجازت حاصل کرنا ہوگی۔

● **قربانی کے جانور:**

بکرا، بکری، مینڈھا، بھیڑ، دنبہ، دنبی، بیل، گائے، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی' ان چھے حلال جانوروں میں سے ایک قسم کا جانور ہونا ضروری ہے، ان کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی جائز نہیں۔

قربانی کے جانور کی عمر:

اس ترتیب کے مطابق ہونی چاہیے۔ بکرا، بکری' ایک سال، گائے، بیل، بھینس، بھینسا' دو سال، اونٹ، اونٹنی

پانچ سال کا ہونا ضروری ہے البتہ بھیڑ، مینڈھا، دنبہ، دنبی اگر اتفاقاً تندرست اور موٹے تازے ہوں کہ ایک سال کی عمر والے ہم جنسوں میں چھوڑ دینے سے دونوں میں کوئی فرق معلوم نہ ہو، تو ایسے چھ مہینے کے دنبے، دنبی، مینڈھا، بھیڑ کی قربانی جائز ہوگی بصورت دیگران کے لیے ایک سال کا ہونا ضروری ہے۔

قربانی کے جانور کی کیفیت:

قربانی کا جانور خوب صحت مند موٹا تازہ، بے عیب ہونا چاہیے۔ اگر کچھ دبلا پتلا ہو تو جائز ہے لیکن ایسا مریل جانور جس کو سہارا دیکر چلایا جائے، قربانی کے لیے جائز نہیں۔

قربانی کا جانوران عیوب سے پاک ہونا چاہیے:

ٹوٹے ہوئے سینگ نہ ہوں۔ ایک کان کا تہائی سے زائد حصہ کٹا ہوا نہ ہو۔ اندھا نہ ہو، یا اس کی ایک آنکھ کی تہائی یا تہائی سے زائد روشنی ضائع نہ ہو۔ جس کا ابتدا سے کوئی دانت نہ ہو۔ جس کی تہائی یا تہائی سے زائد دُم کٹی ہوئی نہ ہو۔ مرض یا چوٹ وغیرہ کے سبب لنگڑا نہ ہو کہ صرف تین پاؤں پر چل سکے اور چوتھا پاؤں زمین پر نہ رکھ سکے اور گھسیٹتا رہے۔ مادہ حاملہ نہ ہو۔

قربانی کے جانور میں حصہ:

● بکرا، بکری، بھیڑ، مینڈھا، دنبہ، دنبی' ان میں حصہ داری نہیں ہوسکتی، گائے بیل بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی میں سات افراد حصہ دار بن سکتے ہیں، سات سے زائد کی قربانی جائز نہ ہوگی۔

● جس جانور میں سات افراد شریک ہوں' سب کو برابر تول کر گوشت تقسیم کرنا چاہیے کمی بیشی سے تقسیم جائز نہیں۔

● قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل سنت اور مستحب ہے' خود نہ کرسکتا ہو تو پاس کھڑا ہونا بہتر ہے، قربانی کے لیے افضل دن دسویں کا ہے۔ باقی دو دنوں میں بھی درست ہے۔ قربانی کا صحیح وقت دن کا ہے' رات کو کرنا بہتر نہیں۔ کیونکہ بعض اوقات صحیح ذبح نہیں ہوسکتا، ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

●ذبح کے وقت دعا:

﴿اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَّ مَااَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْن Oاِنَّ صَلوٰتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ Oلَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَااَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ Oاَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہہ کر جانور کو ذبح کرے اور مکمل دعا یاد نہ ہو تو صرف اتنا کہنا ہی کافی ہے۔ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر ۔ بغیر تکبیر کہے ذبح کرنا جائز نہیں۔ جب ذبح کر چکے تو پھر یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ ''اے اللہ! یہ قربانی میری طرف سے پسند اور منظور کر لیجیے۔'' اگر اپنے سوا کسی اور کی طرف سے بغرض ثواب یا بطور ادائے فرض دینا ہو تو ''مِنِّیْ'' کی جگہ ''مِنْ'' کے بعد اس شخص کا نام لے' جس کی طرف سے دے رہا ہے۔ پھر آگے یہ الفاظ کہے: کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّ خَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْھِمْ

الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام ۔

''جیسے کہ آپ نے اپنے پیارے حضرت محمد ﷺ اور اپنے خاص دوست حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قربانی پسند فرمائی۔''

قربانی کی کھال یا اس کی قیمت کا مصرف:

قربانی کے جانور کی کھال قصاب وغیرہ کو مزدوری میں دینا جائز نہیں۔کھال یا اس کی قیمت مستحقین میں خیرات کردیں ۔دینی مدارس کے مسافر طلباء بھی اس کے مستحق ہیں۔عصر حاضر میں طاغوتی اور سامراجی قوتوں کے دینی مدارس کے خلاف عزائم ومنصوبوں کو ناکام بنانے اور مدارس کے مالی استحصال کا مقابلہ کرنے کے لیے مدارس ہی ان کا بہترین مصرف ہیں۔

گوشت کی تقسیم:

گوشت کے مختلف حصے کرکے بہتر تو یہ ہے کہ تول کر تقسیم کرے۔غرباء، مساکین، یتامیٰ، مسافر اور اپنے عزیز واقارب واحباب سب کو دے ۔ کھال ،رسی ، زنجیر، گھنگرو، جھانجر، دوپٹہ یا گوشت بطور مزدوری دینا جائز نہیں ۔ مزدوری نقد طے کرنا چاہیے۔یہ تمام چیزیں یا ان کی قیمت صدقہ کردے۔

نمازِ عید کے متعلق کچھ باتیں:

شب عید کو نوافل ادا کرنا ،توبہ استغفار کرنا ،عید کے لیے اوّل وقت میں نہانا ،اپنی حیثیت کے مطابق اچھے کپڑے پہننا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا سنت ہے۔نماز کے لیے ایک راستہ سے جانا اور راستہ بدل کر آنا سنت ہے، راستہ میں ان تکبیرات کا مناسب آواز میں پڑھنا سنت ہے۔اَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ، اللّٰہُ اَکْبَرُ، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔قربانی کرنے والے کے لیے بہتر ہے کہ نمازِ عید سے پہلے کچھ نہ کھائے۔

نمازِ عید:

پہلی رکعت: تکبیر تحریمہ یعنی پہلی تکبیر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھا کر باندھ لیں، سبحانک اللّٰھم تمام پڑھیں، پھر تکبیریں کہیں پہلی اور دوسری تکبیر کہہ کر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں' تیسری تکبیر پر ہاتھ باندھ لیں، پھر امام قرأت کرے گا، باقی حسبِ معمول پوری کریں۔

دوسری رکعت:

جب امام فاتحہ اور سورۃ پڑھ چکے' تو امام کے ساتھ چار تکبیریں کہیں پہلے تین مرتبہ تکبیر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دیں اور کھڑے رہیں چوتھی تکبیر کہنے پر رکوع میں جائیں ۔باقی ارکان حسبِ معمول پورے کریں اور سلام کے بعد دعا مانگ لیں۔

خطبہ عید:

جیسے جمعہ میں نماز سے پہلے خطبہ سنناواجب ہے۔اسی طرح عیدین میں نماز کے بعد خطبہ سننا بھی واجب ہے۔ خطبہ سنے بغیر عید گاہ سے جانا گناہ ہے۔عیدین کو جماعت کے ساتھ ہی ادا کرنا چاہیے۔ جماعت چھوٹ جانے کی صورت میں عید قضا نہیں ہوسکتی۔

تکبیر التشریق: ذوالحجہ کی نویں تاریخ کونمازِ فجر کے بعد سے تیرہویں کی نمازِ عصر تک پانچ دنوں کے وقت کو ''ایام التشریق'' کہتے ہیں۔ان دنوں میں اکیلے یا باجماعت ہر فرض نماز کے بعد اونچی آواز کے ساتھ ایک بار ''تکبیر التشریق'' کہنا واجب ہے۔تکبیر یہ ہے:**اللہ اکبر ،اللہ اکبر ،لاالہ الا اللہ و اللہ اکبر ،اللہ اکبر ،وللہ الحمد**

عشرہ ذی الحجہ کے فضائل اور یوم الحج کا روزہ:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے عشرہ ذوالحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں۔اس عشرہ میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات کی عبادت لیلۃ القدر کی عبادت کے برابر ہے۔'' (ترمذی وابن ماجہ)

قرآن کریم میں سورۃ والفجر میں اللہ تعالیٰ نے دس خاص راتوں کی قسم کھا کر ان کی اہمیت ظاہر فرمائی ہے ۔امت کے جمہور علماء کے نزدیک ان دس راتوں سے مراد ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔ذوالحجہ کی آٹھویں اور نویں تاریخ کی درمیانی رات عبادت میں مشغول رہنا اور نویں تاریخ میں یوم الحج یا یوم عرفہ کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔اس رات اور دن کی بڑی فضیلت ہے۔۹/ذی الحجہ کا روزہ رکھنے سے گزشتہ ایک سال اور آئندہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان عبادات اور فرائض واجبات کو ادا کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔(آمین)

واللّٰہ الموفق وھو المستعان وعلیہ التکلان

خطاب: جانشین امیر شریعت، امام اہل سنت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ قسط نمبر (3)

واقعاتِ سیرتِ طیبہ وسیرت صحابہ رضی اللہ عنہم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت ابن عباس نوخیز تھے، جن کی داڑھی بھی نہیں آئی تھی۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اللہ نے قبول فرمائی۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی نسبتوں سے عزیز تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں۔ حضرت عباسؓ کے بیٹے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ان کی سگی خالہ بنت میمونہ بنت الحارث تھیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی کے لڑکے، آپ کے بھانجے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی بھی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آنے والے، نماز تہجد کے وقت وضو کے پانی کا لوٹا بھر کر پیش بھی کیا کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہو کر تہجد بھی پڑھا کرتے تھے۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جو درجات ہیں، ان کی تعریف کر رہا تھا کہ کون کس سے زیادہ افضل ہے۔ خیبر کے نو قلعے تو دیگر صحابہ نے فتح کیے، دسواں قلعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فتح کیا، اُس کا نام ''قموص'' ہے۔ یہ بڑا قلعہ تھا، اس کے اندر بڑا زبردست انھوں نے مضبوط پہرہ لگا رکھا تھا اور اس کے فتح کرنے میں بڑی دیر لگی۔ جو لشکر گیا ناکام واپس آ گیا۔ اللہ کی مرضی۔ اللہ کریم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مرتبہ یہاں دکھانا تھا۔ بتانا تھا کہ یہ قلعہ اُن کے مقدر میں ہے، اس کو دوسرا کوئی فتح نہیں کرے گا۔ اوروں کے قلعوں کی فتح میں سیدنا علی کا کوئی حصہ نہیں تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں تکلیف ہوگئی اور جس قلعہ کی فتح میں علی (رضی اللہ عنہ) کا حصہ تھا، صحابہ (رضی اللہ عنہم) کی تلواروں کو عاجز کر دیا۔ مالک کی مرضی۔ نو قلعوں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا حصہ نہیں تھا، علی (رضی اللہ عنہ) آنکھوں کی بیماری کی وجہ سے کیمپ میں پڑے ہوئے ہیں، آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی ہے اور جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی باری آئی تو سب کی تلواریں چلتی ہیں اور وہ دروازہ نہیں ٹوٹتا۔ دروازہ علی کی تلوار سے کھلا۔ قلعے کا دروازہ بڑا مضبوط تھا، اللہ کی مرضی یہی تھی کہ کسی اور کے ہاتھوں سے کھلے۔ جیسے بیت المقدس کے اندر حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے شبِ معراج میں۔ تو یہ عیسائیوں کی تاریخ میں لکھا ہوا ہے کہ بیت المقدس کی مسجد کا جو محافظ تھا، اُس رات اُس نے دروازے بند کرنے کی کوشش کی۔ پورا زور لگا دیا ہے، دروازہ بند نہیں ہو سکا۔ اللہ کی مرضی۔ اس نے ساتھیوں کو بلایا۔ پادریوں کو بلایا کہ دیکھو یہ کیا مصیبت ہے؟ سب نے زور لگایا۔ مستری بلا لیے کہ بھئی کیا ہے؟ اُس کی چولیں خراب ہیں؟ انھوں نے کہا: بالکل ٹھیک ہے۔ پھر بند کیوں نہیں ہوتا؟ کہا سمجھ میں نہیں آتا۔ آخر اُن کو کھلا چھوڑنا پڑا۔ باہر ایک چٹان تھی جواب بھی موجود ہے، جس کو صخرہ کہتے ہیں۔ صخرہ معنی چٹان۔ حضور علیہ السلام کو جبرائیل علیہ السلام لے کر آئے تھے بُرّاق پر۔ بُرّاق جنت کی سواری تھی، وہ بغیر

رسی کے بھی بندھی رہ سکتی تھی۔ لیکن ایک ضابطہ پورا کیا کہ سواری کو باندھا جاتا ہے کہ بہت بڑا پتھر تھا، اب بھی موجود ہے۔ گنبدِ صخریٰ، جہاں گنبد بنا ہے، اس کے ساتھ پتھر ہے، بہت بڑا، تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پَر لگایا۔ پتھر کی چٹان کو پَر لگایا تو یوں سوراخ ہوا جیسے بجلی کے برمے سے چٹان کو چیر دیا گیا ہو۔ وہ سوراخ اب تک موجود ہے۔ انھوں نے بُراق کی رسی اس میں ڈال کر اُس کے ساتھ اس کو باندھ دیا۔ دیکھنے والوں نے دیکھا۔ جو سوار ہو کر گئے، اس نے سب کچھ دیکھا۔ تو دروازے بند نہیں ہوئے نا؟ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدر تھا، اُس رات میں کہ بیت المقدس کے دروازے، آج دنیا کی کوئی طاقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد اور آپ کے قدوم میمنت لزوم کی خوشی کی وجہ سے کوئی طاقت اس کو بند نہیں کر سکے گی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت ہوگئی۔ بیت المقدس کی زیارت مکمل ہوگئی، وہ دروازہ اُس دن سے اب تک اپنے آپ چپ چاپ بند ہو جاتا ہے، جیسے کبھی کھلا ہی نہیں تھا۔ تو خدا کی مرضی ہوتی ہے۔ اُس کے قانون کے مطابق، وہ رات جو تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھی۔ اور خیبر میں قلعہ قموص کی فتح کا دن سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے تھا۔ اس لیے یوں کہا کرو۔ خیبر میں دس قلعے تھے۔ گیارہویں بستی فدک تھی۔ جس کی آمدن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے خاص کر لیا تھا کہ اس میں سے جو گندم آئے گی یا جو آئیں گے یا کھجوریں آئیں گی، یہ میرے لیے، میرے بچوں کے لیے، میری بیویوں کے لیے ہیں۔ چنانچہ جب تک حضور علیہ السلام حیات رہے دنیا میں، اُس کی آمدنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر پر خرچ ہوتی رہی۔ اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھی۔ فاطمۃ الزہرا نے درخواست پیش کی کہ فَدَک مجھ کو ملنا چاہیے، جب بابا جی کو اُس میں سے گندم وغیرہ کی آمدنی آتی تھی تو معلوم ہوا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت تھی۔ تو جب ملکیت ہے تو ملکیت تو مرنے والوں کے بعد اُس کی اولاد کو ملنی چاہیے۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر تو دولت مقصود ہے جتنی پونجی ابوبکر کی ہے، سب حاضر ہے، اگر زمین مقصود ہے تو سَلَع کے اندر پہاڑی زمین جتنی ہے، وہ سب لے لیں۔ لیکن فدک کی زمین کے ایک انچ کا کروڑواں حصہ ابوبکر میں مجال نہیں کہ نبی کی شریعت کی خلاف ورزی کر کے نبی کے بھائی کو یا نبی کی بیٹی کو یا نبی کے داماد کو دے دے۔ اس پر علی المرتضیٰ چپ رہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آزادی دی، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو، کہ میری گھر والی یہ نہ کہے کہ میرا مقدمہ لڑنے میں رکاوٹ ڈالی۔ علی خاموش تھے۔ مقدمہ کا مرافعہ پیش ہوا ہے۔ جواب ملا تو کسی شخص نے سوال کیا۔ پھر گواہی موجود ہے تو **فقام عمر ابن الخطاب و سعد ابن ابی وقاص** اور غالباً عبدالرحمٰن ابن عوف تین صحابہ اٹھے اور ایک چوتھے بوڑھے بزرگ صحابی نام اس وقت میں بھولتا ہوں، اُن کو بھیج کر صدیق اکبر نے گاؤں سے بلوایا۔ وتعال

یا صاحب یا اخی۔ چاروں نے پھر کھڑے ہوکر گواہی دی کہ سمعنا عن رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نَحْنُ مَعْشَر الانْبِیاءِ لَا نرِثُ وَلا نُورَثُ مَا تَرَکْنٰہُ فَھُوَ صَدَقَۃٌ ۔کہ ہم نبیوں کا گروہ اور نبیوں کی جماعت، ہم نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں، نہ ہمارا کوئی وارث ہوتا ہے۔ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں (وہ ہماری اولاد یا رشتہ داروں کی وراثت حصہ نہیں، وہ بیت المال کا حصہ ہوتا ہے۔ وہ صدقہ ہوتا ہے۔) اس کا کوئی مالک نہیں بن سکتا۔ یہ تو عام بات کہی جاتی ہے، جو ہوگئی۔ اِس میں ایک بات کا اضافہ کرتا ہوں۔ وہ آپ بھی یاد رکھیں۔

پہلی بات حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وظیفے کے طور پر زمین کی آمدنی تھی۔ اب اِس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت بھی مان لیا جائے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو جھوٹا نہیں کہا جا سکتا۔ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو ایک چیز کا علم نہ ہو، یہ ہوسکتا ہے۔ لیکن ڈیڑھ لاکھ صحابہ کو علم نہ ہو، یہ نہیں ہوسکتا۔ ایک بیٹی کو گھر میں بیٹھے ہوئے بابا جان صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بات اگر نہیں پہنچی تو یہ ممکن ہے۔ لیکن ڈیڑھ لاکھ ساتھیوں کو سفر میں، حضر میں، رات میں، دن میں، مسجد میں، میدان میں، عدالت میں، پہاڑ کی چوٹی پر، تبوک کی وادی میں، مسجد کے صحن میں، عرفات کے میدان میں، خیبر میں، حدیبیہ میں، یہ پتہ ہی نہ چلے کہ نبی کے مال کی حیثیت کیا ہے؟ کیا یہ ہوسکتا ہے؟ ایک آدمی بے خبر ہو، یہ ممکن ہے، لیکن ڈیڑھ لاکھ صحابہ کا بے خبر ہونا یہ ناممکن ہے۔ عقلاً بھی اور عملاً بھی۔ دوسری بات، سب چیزوں سے آنکھیں بند کرلو اور تصور کر کے مکے اور مدینے پہنچ جاؤ کہ واقعی جائیداد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اور ملنی چاہیے تھی۔ ابوبکر نے اڑنگا لگا دیا۔ عمر ساتھ ہو گئے۔ سعد ابن ابی وقاص ساتھ ہو گئے۔ سوال میرا ایک ہے۔ یہ تو بیٹی کو اپنے باپ کی جاگیر کی فکر ہے نا؟ لیکن جس باپ کی جاگیر چھوڑی ہوئی کی فکر بیٹی کو ہے۔ پہلے اُس باپ کے لیے اپنے باپ دادوں کی جاگیر کا مسئلہ حل کرلیا جائے تو یہ مسئلہ آسانی سے حل ہو جائے گا۔ حضور کریم علیہ السلام کے ابا جان حضرت عبداللہ، دادا حضرت عبدالمطلب۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ابا سمیت عبدالمطلب کے دس بیٹے تھے۔ ایک روایت میں بارہ آتا ہے لیکن کسی بزرگ نے کہا کہ ایک ایک آدمی کے دو دو نام ہیں۔ جیسے غیدا اور حُجّل۔ مقوّم اور عبدالکعبہ۔ تو بارہ کو جب مدغم کیا 4 میں تو دو رہ گئے باقی۔ کیا ہو گیا؟ دس اور دو بارہ اور بارہ میں سے جب دو نکال دیے تو دس باقی رہے۔ چار نام ہیں دو آدمیوں کے، لہٰذا چار میں سے جب دو مدغم کیے تو دو حذف ہو گئے نا؟ باقی رہ گئے آٹھ اور دو دس۔ وہ لکھ لیں۔ گنتے جائیں ساتھ ساتھ۔ (۱) زبیر بن عبدالمطلب (۲) عبداللہ بن عبدالمطلب (۳) ابوطالب عبد مناف بن عبدالمطلب (۴) عبدالعزیٰ ابولہب (۵) مقوّم عبدالکعبہ ابن عبدالمطلب (۶) ضرار بن عبدالمطلب (۷) عباس بن عبدالمطلب (۸) حارث بن عبدالمطلب (۹) حمزہ بن عبدالمطلب (۱۰) حجل الغیداق بن عبدالمطلب۔

یہ دس ہی بنتے ہیں بھائی۔ تو ایک دادا کی یہ دس اولادیں ہیں۔ اِن میں سے کئی لاولد گئے، کئی بااولاد ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ابا کی اولادمیں سے خود حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کوئی نہیں۔ نہ آپ کا کوئی بھائی ہوا نہ بہن ہوئی۔ زبیر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے حقیقی تایا ہیں۔ آپ کے ابا جان کی ماں سے پیدا ہونے والے سب سے بڑے بھائی زبیر بن عبدالمطلب، اُن کے بیٹے کا نام، ایک نام طاہر ہے۔ ایک کا نام عبداللہ ہے۔ طاہر بچپن میں فوت ہوا۔ عبداللہ جوان ہوا۔ پھر اسلام لائے، مدینے میں مہاجر بن کے گئے۔ پھر وہ اجنادین کی جنگ میں دورِ فاروقی کے اندر کہیں شام میں شہید ہوئے ہیں۔ یہ جو آج پاکستان، ہندوستان میں آپ کہیں کہیں نام پڑھتے ہیں ناں، مسرت حسین زبیری، فاروق احمد زبیری۔ یہ انھوں نے زبیری خاندان کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تایا زبیر بن عبدالمطلب کی طرف کی ہے، لیکن یہ سارے خاندان درست نہیں ہیں۔ یہ اصل میں کمبوہ ہیں۔ نواب وقارالملک کمبوہ تھے، یہ اُن کی برادری ہے۔ جس طرح سید جعلی بن گئے ہیں اور نبی جعلی بن گئے ہیں، اُسی طرح زبیری بھی جعلی ہیں۔ زبیر بن عبدالمطلب کا خاندان پٹنے کے علماء کا وہ خاندان ہے جنھوں نے سید احمد شہید کا ساتھ دیا۔ مولانا ولایت علی، مولانا عنایت علی، مولانا باقر علی۔ یہ خاندان ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے تایا زبیر بن عبدالمطلب کی اولادمیں سے اور صوبہ بہار کے اندر ایک بہت بڑی خانقاہ ہے۔ بہت بڑے ولی اللہ وہاں سوئے ہوئے ہیں۔ حضرت شاہ شرف الدین یحیٰی منذری بہاری۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے تایا زبیر کی اولاد ہیں۔ یہ لوگ جو یہاں پاکستان میں مشہور ہیں، یہ میڈ اِن پاکستان زبیری ہیں۔ میڈ اِن پاکستان سید بھی تو ہیں ناں۔ بھئی جن کے باپ دادا واہگے سے پَرلی طرف گاماں میراثی تھے، واہگہ کراس کرتے ہی وہ سید تلوار علی شاہ بخاری بن گئے۔ میرے علم میں ہے، ملتان میں ایک شخص موجود ہے۔ خیر المدارس جالندھر کے ساتھ دائیں ہاتھ جو گلی تھی، جس کو دھائیں والی گلی کہتے تھے، اُس کے مغربی کنارے پر ایک شخص دادا، پردادا کے وقت سے بینیں بجاتا تھا اور میراثی مشہور تھا۔ میں میراثی گالی ہونے کی حیثیت سے نہیں کہہ رہا، پیشہ تھا۔ وہ بھی خدا کی مخلوق ہیں، لیکن ایک آدمی جعل سازی کرے، پھر وہ چاہے سید ہو چاہے میراثی ہو، دونوں بُرے ہیں۔ وہ ملتان میں آنے سے پہلے تو سادہ میراثی تھا اور جب ملتان میں پہنچا تو حضرت علامہ، سرکار، حجۃ الاسلام سید صادق علی شاہ بخاری ہو گیا۔ جالندھر کی دو لاکھ کی آبادی گواہ تھی۔ یہاں وہ بخاری اور آج وہ کسی بخاری کی لڑکی، اگر لے لے اور اس کی نسل کو تباہ کر دے، حرامی پنا کر کے تو پھر بتاؤ یہ جرم ہو گا کہ نہیں؟ خیر میں بات چھوڑتا ہوں، بات لمبی ہو جائے گی۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ بنی ہاشم کا جو محلّہ ہے، مکے میں اب تک موجود ہے۔ سادات وہاں بہت تھوڑے ہیں، لیکن ابھی بھی ہیں، چند ایک سادات کے گھرانے اب بھی وہاں پر ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیونکہ صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم کی اولادیں دنیا کے کونے کونے میں منتشر ہوگئیں، وہ مکے مدینے میں رہ نہیں سکیں۔ خود انصارِ مدینہ کے متعلق حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تو صریح ارشاد ہے۔ ایک دفعہ ایک انصاری سے تلخ گفتگو کی مہاجر نے تو فرمایا، یاد رکھنا! وفات سے پہلے وصیت فرمائی، ابوبکر کو بلا کر بھی، دوسروں کو بھی اور جمعرات کے دن جو آخری خطبہ ارشاد فرمایا، منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ انصار کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرنا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے سفر وحضر میں، اُس وقت مشکل میں میرا ساتھ دیا۔ اللہ کے دین کو سربلند کرنے کے لیے اپنا خون بہایا اور یہ بھی یاد رکھو یہ تو کچھ دنوں کے مہمان ہیں۔ اور خاندانوں کی آبادیاں بڑھتی چلی جائیں گی لیکن میرے فدا کار انصاریوں کی آبادی کم ہوتی چلی جائے گی۔ آج نتیجہ ہے کہ مدینہ انصار سے خالی ہے۔ ایک انصاری ہمارے بھی تو ہیں، جس نے کھڈی لگائی وہ انصاری۔ یہ انصاری بنائے گئے، ہیں نہیں۔ یہ تو جاٹ ہیں۔ کوئی مغل تھا۔ کوئی میئو تھا۔ کوئی کچھ تھا، کوئی کچھ تھا۔ مختلف قوموں کا ملغوبہ ہے، وادیٔ میوات کے اندر ان کا نام میواتی بھی پڑ گیا۔ جس نے گائے ذبح کی، وہ قریشی ہوگیا اور جس نے کھڈی لگائی وہ انصاری ہوگیا۔ انصاری تو وہ ہے جو مدینہ منورہ کے آٹھ دس مشہور خاندان ہیں۔ بنو اوس، بنو سالم، بنو زہرہ، بنو نجّار وغیرہ۔ ان خاندانوں میں سے جو ہو، وہ انصاری ہے۔ یہ تو ہم نے بنائے ہوئے ہیں۔ خدا کے رسول کے بتائے ہوئے انصاری اور ہیں، ان کے خاندان متعین ہیں، ان کے شجرے متعین ہیں۔ امام الطائفہ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، وہ انصاری ہیں، ان کا شجرہ یہاں سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میزبان حضرت ابوایوب انصاری تک بالکل ستون کی طرح سیدھا ہے۔ حضرت مولانا شیخ الحدیث، مہاجر مدینہ طیبہ، مولانا خلیل احمد مہاجر مدنی، اُن کا شجرہ، اُن کے وجود سے لے کر ابوایوب انصاری کے دروازے تک بالکل ایسے ہی سیدھا ہے جیسے سورج کی روشنی سیدھی ہوتی ہے، جس کا جی چاہے پڑھ لے۔ ہر ایک کو سامنے آتا دیکھ کر یہ نہ سمجھ لیا کرو کہ یہ خالص سیدین امام حسن، حسین (رضی اللہ عنہما) کی اولاد ہیں، تحقیق کرنی چاہیے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ لوگ اپنے باپ دادوں کو چھوڑ کر دوسروں کی اولاد بنیں گے۔ **ینسب الی غیر آباءِ ھم**...... اپنے باپوں کو چھوڑ کر دوسرے کے باپوں کو اپنی ماؤں کو وقف کریں گے۔ یہ دور آ رہا ہے اور آ چکا ہے۔

مکہ مکرمہ کی آبادی بھی خاندانوں میں تقسیم تھی۔ دارِ بنی مخزوم، دارِ بنی ہاشم، دارِ بنی ابوسفیان، دارِ بنی عبدالمطلب۔ یہ محلوں کے نام، قبیلوں کے نام پر تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کا محلّہ اب بھی موجود ہے۔ حضور علیہ السلام جب فتح مکہ کے وقت تشریف لائے تو انصارِ مدینہ میں سے کچھ لوگ تو چپ رہے، مہاجر جو صحابی بن کر مدینہ گئے تھے، اُن میں سے کچھ دو چار آدمیوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اب تو آپ مکے کے مالک بن گئے،

حاکم بن گئے، ہمارا مکان جدی پشتی ہے اور آپ اس کے گواہ ہیں۔ یہاں مکے میں آپ کے قریشی بھائیوں نے زبردستی قبضہ کیا، وہ دلوادیں۔تو کھڑے ہوکر فرمایا: **یا معشر المھاجرین!** کیوں دنیا کے مکانوں کے پیچھے پڑتے ہو؟ **لکم الجنة**۔ تمھارے لیے جنت کے گھر جو موجود ہیں، دنیا کو کیا کرو گے؟ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! اگر یہ بات ہے تو ہم نے آپ کے لیے سب کچھ چھوڑا۔ مکان اس دن مل سکتا تھا۔ میں ایک بات کرتا ہوں، یہ تو ہوئی ناترغیب۔ قانون تو نہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قانون نہیں بیان فرمایا کہ تمھارا مکان نہیں۔ فرمانا یہ چاہیے تھا کہ تمھارا مکان نہیں ہے، وہ جس کے قبضے میں ہے، مکان اس کا ہے۔ ترغیب دی کہ کیا کرو گے؟ ہجرت کا ثواب تم نے حاصل کر لیا۔ اب دوبارہ مکے میں آؤ گے، ہجرت کا ثواب ختم ہو جائے گا۔ مطلب اصل میں یہ تھا۔

میرا ایک سوال یہ ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا گھر بھی تو موجود تھا وہاں۔ اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دادا اور اپنے ابا کی طرف سے ملنا تھا وراثت میں۔ ٹھیک ہے؟ مجھے کوئی مائی کا لعل، کوئی دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، شیعہ، سنی، خارجی، ناصبی، رافضی، تبرائی، سبائی نہیں حتیٰ کہ کوئی یہودی، کوئی عیسائی، کوئی مرزائی، کوئی سکھ، کوئی جین، کوئی بدھ، کمیونسٹ مجھے بتا دے کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے میں اپنے دادا عبدالمطلب کے گھروندوں میں سے کوئی ایک مکان، کسی ایک مکان کا ایک کمرہ، کسی کمرے کا آدھا حصہ، کمرے کا ایک انچ بھی وراثت کے طور پر لیا ہے؟ اور کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ حق تھا کہ نہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے خاندان نے اپنی وراثت کا حق وصول کیا، تو کیا نبی اتنا بے سہارا ہے کہ اُس کو اپنے دادا اور اپنے باپ کے مکان کا حصہ نہ ملے، یہ تو ہے مکے کی پوزیشن۔ مدینہ میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ کی نانی کا خاندان وہاں آباد تھا اور اب بھی موجود ہے۔ بنونجّار، بڑا قبیلہ ہے، اس کی شاخ ہے بنوزہرہ، بنوعوف، بنوسالم، بنوعبدالاشہل، بنوتمیم۔ یہ سب اُس کی شاخیں ہیں۔ (جاری ہے)

سعود عثمانی

ایک نظم آسمان پر تھوکنے والوں کے نام

غزوہ خندق کے موقع پر مہاجرین وانصار صحابہ خندق کھودتے، مٹی ڈھوتے ہوئے یہ رجز پڑھتے تھے

نحن الذين بايعوا محمدا على الجهاد ما بقينا ابدا

(ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد کے ہاتھ جہاد کے لیے بیعت کی ہے، جب تک ہماری جان میں جان ہے)

ہمیں تو ہیں وہ کہ جن کی بیعت ہے اور محمد کے ہاتھ پر ہے
ہمیں تو ہیں وہ
جو آگے آئے
جنہوں نے بالحلف عہد باندھا کہ ہم پہ جو کچھ بھی بیت جائے
مگر کبھی ہم کسی بھی مخلوق کی عبادت نہیں کریں گے
غلاف کعبہ ہماری بیعت کو جانتا ہے
حطیم اور ملتزم ہماری گواہی دیں گے
کہ وہ ہمیں تھے
حجون وکوہِ قعیقعان اور کوہِ مروہ کی وادیاں ہم کو جانتی ہیں
ہماری خوشبو ہے دارِ ارقم کے راستوں پر
ہمیں نے اپنے نبی سے وعدہ کیا ہوا ہے
کہ شرک کی بستیوں میں رہ کر بھی مشرکوں سے الگ رہیں گے
سو ہم کو اس ذات کی قسم جس نے بئرِ زمزم کے پانیوں کو مٹھاس بخشی
ہمیں خبر تھی ہم اس کے بدلے ہزار جانب کے دکھ سہیں گے

ابوقبیس اور صفا کی تپتی ہوئی چٹانیں
ہمارے سینوں، ہماری پیٹھوں کی رنگتوں پر گواہی دیں گی

یہ ہم تھے جو سخت آزمائش کے وقت میں بھی اَحد اَحد ہی پکارتے تھے
ہمارے عم زاد ہی تھے جو ہم کو اونٹ گائے کی کچی کھالوں میں باندھ کر شعلہ زن زمینوں میں ڈال دیتے
ہمیں کھجوروں کی ٹہنیوں کی چٹائیوں میں لپیٹا جاتا
دھویں کی دھونی دلائی جاتی
وہ لوگ تھے ہی نہیں جو ہم کو نکال دیتے
سلگتی صبحیں، جھلستی دوپہریں جانتی ہیں
کہ وہ ہمیں تھے

ہمارے حق میں ہمارے اپنے قبیلے سفاک ہو چکے تھے
کبھی کبھی تو ہمارے چہروں پہ اس قدر سخت مار پڑتی
کہ خال وخد اور نقوش تبدیل ہونے لگتے
ہماری اولاد ہم کو پہچان تک نہ پاتی
تو ہم کو کپڑے میں ڈال کر گھر میں لایا جاتا
گمان ہوتا کہ آج تو ہم نہیں بچیں گے
وہ سب ہمیں تھے

ہمیں تو تھے جو مقاطعوں اور محاصروں سے نہیں جھکے تھے
ہمارے چولہوں پہ سال ہا سال پتے پکتے
ہماری خوراک گھاس تھی اور سوکھا چمڑہ
بلکتے بچوں کا گریہ گھاٹی میں گونجتا تھا
پہاڑی دیواریں ایسے لوگوں کو دیکھتی تھیں
جو نسل در نسل پیٹ پر بھوک باندھتے تھے

ہمیں تو تھے وہ

منیٰ کی گھاٹی ☆ نے جن کو بیعت کی رات اپنی طرف بلایا
سمٹ سکڑ کر ہم اپنے ڈیروں سے یوں نکلتے تھے
جیسے چڑیاں جو گھونسلوں سے نکل رہی ہوں
ہمیں نے دست نبی پہ بیعت کے ہاتھ رکھے
تو جیسے روشن چراغ کی لو پہ سب کفِ دست ساتھ رکھے

ہمیں تو ہیں جن کا عہد یہ تھا
کہ اپنے نیزوں سے، اپنی ڈھالوں سے، اپنے تیروں سے ہم حفاظت
کریں گے، سینوں میں آخری سانس تک کریں گے
سو ہم وہی ہیں کہ جن کو یہ بیعتِ محمد
خود اپنی جانوں سے، اپنے مالوں سے، اپنے اہل وعیال سے بھی عزیز تر ہے

ہمیں میں تھے وہ جو آج آغوشِ بدر میں ہیں
اُحُد کی مٹی کی گود میں ہیں
لہو سے رنگیں کٹے بدن پر کفن کی خاطر کوئی بھی کپڑا نہ پورا پڑتا
تو آخر اذخر کی گھاس سے جسم ڈھانپے جاتے

اور اب ہمیں ہیں
جو آج واقم ☆ کے اور وبرہ ☆ کے بیچ مٹی کو اور چٹانوں کو کھودتے ہیں
ہمارے آگے ہماری خندق ہے اور یہ حرّے ہیں جو یمین ویسار میں ہیں
ہم اپنے پیٹوں پہ بھوک باندھے ہوئے، پہاڑوں کو توڑتے ہیں
قریش وغطفان کے قبائل ہمیں مٹانے کو چل پڑے ہیں
سو ہم اسی انتظار میں ہیں
ہماری پشتوں پہ سَلع ہے اور سَلع کے بعد تھوڑا پیچھے

ہمارے گھر ہیں
منافقوں اور بنی قریظہ ☆ کے بیچ ہیں اور کشیدہ سر ہیں
غبار ہے، سر سے پاؤں تک ہم اٹے ہوئے ہیں
مگر یہ ہم ہیں، یہ جان رکھو
اسی طرح اپنی بیعتوں پر ڈٹے ہوئے ہیں

یہ جان رکھو
ہمیں تو ہیں وہ کہ جن کی بیعت ہے اور محمد کے ہاتھ پر ہے
ہم اپنی جانوں کی آخری سانس تک یہ وعدہ وفا کریں گے
ہماری عمروں کے بعد جتنے ہیں آنے والے
یہ تا قیامت زمانے والے
ہمارے صبر اور استقامت کے سب حوالے دیا کریں گے
ہمارے خیموں کے سارے روشن دیے ابد تک کی بستیوں میں جلا کریں گے
ہمیں تو ہیں وہ
کہ جن کو، واللہ، اپنی جانوں کا غم نہیں ہے
بچا بھی لیں گے تو ایسی جانوں کا کیا کریں گے

☆......☆......☆

حواشی

☆حجون، قعیقعان، ابوقبیس، صفا مکہ کے مشہور پہاڑ ☆منیٰ کی گھاٹی جہاں بیعت عقبہ ہوئی تھی
☆قریش، غطفان مشرکین کے دو بڑے لشکر جنہوں نے باقی مشرکین کے ساتھ مل کر مدینہ پر چڑھائی کی تھی
☆اذخر مدینہ منورہ کی ایک خوشبودار گھاس ☆واقم، وبرہ مدینہ منورہ کے دائیں بائیں پھیلے دو حرے
☆حرہ۔ لاوے کے سخت نکیلے پتھروں سے اٹا میدان
☆جبل سَلع مدینہ منورہ کا مشہور پہاڑ جسے پشت پر رکھ کر اس کے سامنے خندق کھودی گئی تھی
☆بنی قریظہ مدینہ میں مسلمانوں کے حلیف یہودی جنہوں نے غزوہ احزاب کے موقع پر عہد شکنی کی

شیخ راحیل احمد مرحوم قسط نمبر 2

دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری؟

دعویٰ جات............مرزا صاحب کے دعویٰ جات جو اس فقیر درِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذاتی طور پر پڑھے ہیں وہ ایک سو (100) سے بھی کہیں زیادہ ہیں، ایک بار ایک ذہنی مریض عورت کہیں دیکھی تھی، اس کا کام یہ تھا کہ جب بھی اس کو کپڑے کا کوئی ٹکڑا کہیں نظر آتا تھا اور اچھا لگتا تھا تو وہ اس ٹکڑے کو اپنے لباس کے ساتھ ہی سی لیتی یا ٹانک لیتی تھی۔ یہی حال مرزا صاحب کا تھا جو دعویٰ ان کو پسند آ گیا وہ انہوں نے اپنے اوپر چسپاں کرلیا۔ اور یہ سفر مناظر اسلام سے شروع ہوا اور ملہمیت، مجددیت، مسیحیت، مہدویت، نبوت، رسالت، جے سنگھ بہادر وغیرہ وغیرہ سے ہوتا ہوا خدا کے بیٹے اور پھر خدائی تک پہنچا، وہاں سے لوٹ کر پھر ہندو مذہب کے اوتاروں اور دیوتاؤں کی طرف شروع کیا ابھی مرلی دھر یعنی کرشن اوتار تک ہی پہنچے تھے کہ ان کی زندگی ہی ان کو دغا دے گئی، ورنہ امید واثق تھی کہ ہندوؤں کے خدا تک پہنچنے کے بعد افریقہ اور پھر جنوبی امریکہ وغیرہ کے مقدس ناموں کا استحصال کرتے، اور اس کے بعد آسٹریلیا وغیرہ کی باری آجاتی۔

نشانات......مرزا صاحب کے بقول ان کے نشانات پچاس لاکھ تک جا پہنچے ہیں اور کبھی تین لاکھ اور کبھی دس لاکھ اور ساتھ یہ دعویٰ ہے کہ کھلے کھلے نشانات کم از کم دس لاکھ ہیں اور جب نشانات لکھنے بیٹھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس کتاب میں تین سو نشانات لکھوں گا اور وہ سو نشانات لکھ کر ہی تھک جاتے ہیں اور معشوق کے نہ پورے ہونے والے وعدے کی طرح وعدہ کرتے ہیں کہ اگلی کتاب میں تین سو نشان لکھوں گا مگر مرد کا وعدہ ہو تو پورا ہو، یہ تو مرزا جی کا وعدہ تھا جو کبھی پورا نہ ہوا۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول اگر ان کے ہر سانس کے علاوہ ان کی خارج کی ہوئی ریح کو بھی مرزا صاحب کے نشانات میں شمار کرلیں تو پھر بھی پچاس لاکھ نشانات پورے نہیں ہوتے۔ مرزا صاحب کی عمر ۶۸ سال تھی، اب اس عمر پر ان کی پیدائش سے لے کر وفات تک، پچاس لاکھ نشانات کو تقسیم کریں تو تقریباً ہر سات منٹ پر ایک نشان بنتا ہے۔ یعنی مرزا صاحب نے پیدا ہوتے ہی ہر ساتویں منٹ پر ایک نشان دکھانا شروع کر دیا تھا اور موت تک ہر سات منٹ پر ایک نشان دکھاتے گئے، اور وہ نشانات کہاں گئے؟ جس طرح مرزا صاحب نے عبدالحق اور اس کی بیوی کے بارے میں کہا تھا، انہی لفظوں میں ہم سوال کرتے ہیں کہ کیا مرزا صاحب کے اندر ہی اندر تحلیل ہو گئے یا رجعت قہقری کر کے سوداوی بخارات بن کر ان کے دماغ کو چڑھ گئے۔ آخر گھوم پھر کر روپیہ پیسہ، آنے کو نشانات قرار دینا شروع کیا مگر وہ بھی ڈیڑھ سو سے زیادہ نہ گنا سکے، کوئی چار آنے ملنے کا تھا، کوئی دس روپے ملنے کا تھا، کوئی بیس روپے ملنے کا تھا۔

نشانات کے گواہ............مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ان نشانوں کے سب سے بڑے گواہ قادیان کے لالہ ملاوامل اور لالہ شرمپت ہیں، کیا کہنے اس ''اسلام کے پہلوان نبی'' کے کہ اس کو گواہی کے لیے کوئی مسلمان نہیں ملا اور نہ ہی کوئی اہل کتاب ملا، ملے تو ہندو سا کنان قادیان! اور پھر جن کو یہ سب سے بڑا گواہ قرار دے رہے ہیں۔ انہی ہندوؤں کی گواہی کیا کہتی ہے؟ یہ بھی مرزا صاحب کی اپنی زبانی ہی سن لیجیے۔ قادیان میں لالہ ملاوامل نے لالہ شرمپت کے مشورے سے اشتہار دیا جس کو قریباً دس برس گزر گئے۔ اس اشتہار میں میری نسبت یہ لکھا کہ یہ شخص محض مکار فریبی ہے اور صرف دکاندار ہے لوگ اس کا دھوکہ نہ کھاویں۔ مالی مدد نہ کریں ورنہ اپنا روپیہ ضائع کریں گے۔

مشہور پیشگوئیاں............مشہور پیشگوئیاں جو کبھی پوری نہ ہوئیں، سب سے پہلے پیشگوئی ایک بابرکت لڑکا پیدا ہونے کی ہے، جس کو مرزا صاحب نے کئی بار دہرایا کسی بیٹے پر چسپاں کیا، کسی پر کہا شاید یہی ہو اور پھر آخر کار اس کو اپنے چوتھے لڑکے پر چسپاں کر دیا لیکن وہ ۸،۹ سال کی عمر میں مر گیا تو آخری بار اپنی موت سے چند مہینے قبل پھر اس پیشگوئی کو دہرایا۔ مرزا صاحب مرتے مر گئے مگر وہ بابرکت لڑکا نہ پیدا ہوا، اور مرزا صاحب کی موت کے بعد ان کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود سمیت بے شمار لوگوں نے اپنے آپ کو مرزا صاحب کا روحانی فرزند قرار دے کر اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا اور اس سلسلے کی تازہ ترین کڑی جرمنی میں مصلح موعود ہونے کے دعویدار عبدالغفار جنبہ ہیں اور فی نفسہ شریف آدمی ہیں لیکن وہ بھی اپنے نبی کی طرح مراق کا شکار ہیں شاید اسی وجہ سے ان کی روایتی شرافت، دیانت اور وضع داری ان سے رخصت ہوتی جا رہی ہے اور وہ بھی اپنے نبی کی طرح اُوْفُوْا بِعَهْدِكُمْ، لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ سے دامن چھڑا چکے ہیں۔ دوسرے لیکھرام کی پیشگوئی جس کا اس کے مارے جانے کے بعد پہلے کسی قسم کی پیشگوئی کا انکار کیا گیا بعد میں معاملہ ٹھنڈا ہونے پر اس کی موت اپنی پیشگوئی کا نتیجہ قرار دے دی۔ تیسری پیشگوئی عبداللہ آتھم کی موت کی پیشگوئی ہے، جب پیشگوئی کی گئی تو کہا گیا کہ آتھم آج کی تاریخ سے پندرہ مہینہ کے اندر نہ مرا تو مرزا صاحب کا منہ کالا کیا جائے، ان کے گلے میں رسہ ڈال کر ان کو پھانسی دی جائے، لیکن وہ ان کی تمام کوششوں حتیٰ کہ میعاد ختم ہونے کی آخری رات تک ٹونے ٹوٹکے کرنے کے باوجود آتھم نہ فوت ہوا تو مرزا صاحب نے کہا کہ اس نے دل میں رجوع کر لیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ اگر آپ اللہ کے نبی تھے اور اللہ نے آپ سے اس کی موت کا اعلان کرایا تھا تو اللہ نے مرزا صاحب کو ذلت سے بچانے کے لیے اس کا رجوع بھی علی الاعلان نہیں کروایا۔ اور پھر اس نے اپنا رجوع بھی تسلیم نہیں کیا لیکن اس کے بعد بھی وہ کافی عرصہ زندہ رہا۔ چوتھی مشہور پیشگوئی مسماۃ محمدی بیگم ایک بارہ تیرہ سالہ لڑکی سے شادی کی تھی اور اس کے لیے مرزا صاحب نے بڑے دعوے کیے لیکن خدا نے مرزا صاحب کو اس پیشگوئی میں بھی دوسری پیشگوئیوں کی طرح ذلیل کیا اور مرزا صاحب اس سے شادی کی حسرت ہی لیے راہی ملک عدم ہو گئے۔ بقول مرزا صاحب کے اس کے

ساتھ ان کا نکاح آسمان پر خود خدا نے پڑھا لیکن دنیا نے دیکھا کہ وہ زمین پر خدا کی مرضی سے مرزا سلطان سکنہ پٹی ضلع قصور کے بچے جنتی رہی اور مرزا صاحب کی موت کے بھی چالیس سال بعد تک مرزا سلطان کے ساتھ ہنسی خوشی بسر کرتی رہی، باوجودیکہ مرزا صاحب الہاماً نکاح کے ڈھائی سال کے اندر مرزا سلطان کے مرنے کی پیشگوئی کرتے رہے بلکہ یہاں تک کہ موقع پٹی کے بارے میں الہام جڑ دیا کہ ''پٹی پٹ گئی''۔ آج تک تو موضع پٹی سلامت ہے حالانکہ اس علاقہ میں ہندوستان اور پاکستان کی جنگیں بھی ہوتی رہی ہیں۔ ہاں مستقبل میں ممکن ہے کہ موضع پٹی کی کوئی سڑک برائے مرمت پُٹی جائے تو الفضل میں اس کی فوٹو لگا کر سرخی لگادیں کہ دیکھو حضرت مسیح موعود کا الہام کس شان سے پورا ہوا کہ پٹی پُٹی گئی اور نہ صرف پٹی گئی بلکہ مرزا سلطان کے آبائی مکان کے سامنے پُٹی گئی اس کے علاوہ بے شمار پیشگوئیاں ہیں جو آج بھی مرزا صاحب کو نبی ماننے والوں کے لیے شرمندگی کا باعث ہیں۔

کھڑاک کیوں............آدمی کے دل میں خیال آتا ہے کہ مرزا صاحب نے یہ سارا کھڑاک کیوں پھیلایا؟ اس کا واضح جواب مرزا صاحب کا ایک فقرہ دے دیتا ہے ''مجھے اپنے دسترخوان اور روٹی کی فکر تھی''۔ اور پھر ساری عمر مرزا صاحب نے اسلام کی خدمت کے نام پر جھولی پھیلا کر، اشاعت اسلام کے نام پر اکٹھے کیے ہوئے پیسے سے صرف اپنی رہن شدہ خاندانی جائیداد ہی نہیں چھڑائی بلکہ اپنی اولاد کو ایک مضبوط بنیاد فراہم کر گئے آئندہ کے لیے مذہبی دکانداری کی لیکن ان کی اولاد آج بھی چندے کا کشکول اٹھائے پھرتی ہے کیوں نہ اٹھائیں، اسی چندے سے ارب پتی بنے ہیں۔ اور اس کے لیے مرزا صاحب نے اسلام کی خدمت کے نام پر صرف اپنی بے معنی اور تضاد سے بھرپور کتابیں ہی بیچیں اور کتابوں کے نام پر لوگوں کا ہزاروں روپیہ بغیر ڈکار مارے ہضم کر گئے بلکہ، زکوٰۃ صدقات کے علاوہ رنڈیوں کے مال اور سود کو بھی اپنے لیے مباح کر گئے۔

وفات......مرزا صاحب کا الہام تھا کہ خدا نے ان کو کہا ہے کہ ''ان کی عمر اسی (۸۰) برس یا دو چار سال کم یا زیادہ ہوگی۔ اب اس الہام کو ہی دیکھ لیں کہ بقول مرزا صاحب کے قادر مطلق اور عالم الغیب خدا ان کو عمر کی خبر دے رہا ہے مگر بیچارے کو خود معلوم نہیں کہ وہ مرزا صاحب کو ۷۶/۷۷/۷۸/۷۹/۸۰/۸۱/۸۲/۸۳/۸۴ سال میں سے کتنی عمر دے گا، اس لیے وہ نو (۹) عدد چانس اپنے پاس رکھ رہا ہے تاکہ اگر ایک دو بار بھول جائے تو اگلا چانس استعمال کرلے۔ لیکن مرزا صاحب کا جھوٹا الہام خدا کو پسند نہیں آیا اور اس نے ان کو ۶۸/۶۹ سال کی عمر میں وفات دے دی۔ مرزا صاحب بقول ان کے ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۰۰ء میں ایک عدالت میں حلفی بیان بھی دیا کہ ان کی عمر ساٹھ (۶۰) سال ہے۔ اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو محمدی بیگم سے شادی کی حسرتوں کا جنازہ بھی ساتھ لے کر

راہی ملک عدم ہوئے لیکن بات صرف اتنی ہی نہیں، بلکہ مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ امرتسریؒ کو اپنی وفات سے چودہ (۱۴) مہینے پہلے خط لکھا جس میں لکھا کہ دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہیضہ یا طاعون یا کسی خبیث مرض سے مر جائے گا، اور مرزا صاحب مولوی ثناء اللہ امرتسریؒ کی زندگی میں ہیضہ سے فوت ہوئے اور ان کے ہونٹوں سے جو آخری صاف الفاظ ادا ہوئے وہ یہ تھے کہ ’’میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔ اور مولوی ثناء اللہ امرتسری نے چالیس سال کے بعد ۱۹۴۸ء میں بمقام سرگودھا، نارمل وفات پائی اور اپنی وفات سے پہلے کئی مباحثوں اور مناظروں میں قادیانیوں کو سر پر پاؤں رکھ کر بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ بات وفات کی صرف یہاں ہی ختم نہیں ہوتی، بلکہ ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی، جو مرزا صاحب کے صحابی تھے لیکن مرزا صاحب کی حرکات دیکھنے کے بعد ان کو چھوڑ گئے انہوں نے پیشگوئی کی کہ مرزا صاحب جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے کے اندر مر جائے گا۔ اس کے جواب میں مرزا صاحب نے کہا کہ، خدا نے اردو میں فرمایا کہ میں تیری عمر کو بھی بڑھا دوں گا۔ یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کروں گا۔ اور تیری عمر کو بڑھا دوں گا تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔ اشتہار ۵ نومبر ۱۹۰۷ء اب دیکھیں کہ اس اشتہار کے شائع کرنے کے بعد سے آٹھویں مہینے میں مرزا صاحب کو خدا نے جھوٹا کر کے موت دے دی کہ انہوں نے اللہ کے حوالے سے اپنی عمر کی تحدی کی تھی۔ بات صرف یہیں پر ختم نہیں ہوتی، مرزا صاحب نے کہا کہ خدا نے کہا ہے کہ تو ایک دور کی نسل دیکھے گا، اب سوائے ایک پوتے کے (مرزا عزیز) وہ بھی اس بیٹے کی اولاد جس کو مرزا صاحب نے دشمن اسلام، دشمن دین، اپنے اوپر تلوار چلانے والا، دیوث (مرزا سلطان احمد کو) قرار دے کر عاق کر دیا تھا اور ان کی زندگی میں وہ عاق ہی رہا، کے علاوہ مرزا صاحب کو پوتا اور نواسہ بھی دیکھنا خدا نے نصیب نہ کیا، باوجودیکہ اپنے لڑکوں کا ۱۲، ۱۳ سال کی عمر میں اور لڑکی کا ۹، ۱۰ سال کی عمر میں نکاح کر دیا تھا۔ اس نبوت کے جھوٹے دعویدار نے خدا پر جھوٹ باندھا تھا کہ اس نے وعدہ کیا ہے دور کی نسل دکھانے کا، تو خدا نے دور تو کیا نزدیک کی نسل بھی نہ دکھائی۔ کیا اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنے نبیوں کو جھوٹا کرتا ہے؟ بات ابھی اور بھی آگے چلتی ہے، دہلی سے شائع ہونے والے اخبار ’’پیسہ‘‘ کی ۱۸ ستمبر ۱۹۰۷ء کی اشاعت میں ایک صاحب کی پیشگوئی شائع ہوئی۔ پیشگوئی متعلقہ طاعون بابت سال ۱۹۰۷ء و ۱۹۰۸ء پنجاب میں اب کے طاعون کا پہلا جیسا زور نہیں ہوگا۔ البتہ ممالک مغربی وشمالی میں بہت زیادہ زور ہوگا۔ دہلی میں بھی گذشتہ سال سے زیادہ ہوگا۔ پنجاب کے ایک بہت بڑے مذہبی لیڈر جن کو دعویٰ ہے کہ ان کو طاعون نہیں ہوسکتا، طاعون سے انتقال کریں گے۔ جب مرزا صاحب کو یہ پڑھ کر سنایا گیا تو مرزا صاحب نے کہا، یہ ایک پیشگوئی ہے جو اس اخبار میں درج ہے۔ اب خود بخود سچائی ظاہر

ہو جائے گی‘‘۔اور مرزا صاحب نے اپنے ایک مخالف کے بارے میں کہا کہ وہ طاعون میں مبتلا ہوا اور چند گھنٹوں میں مر گیا، مرزا صاحب بھی شام کو سیر کر کے آئے اور رات کو بیمار ہوئے اور چند گھنٹوں میں ہی مر گئے ممکن ہے کہ طاعون سے ہی مرے ہوں اور اس وقت اگر یہ خبر باہر نکلتی تو مرزا صاحب کا قائم کردہ مذہب ایک رات میں ہی ختم ہو جاتا، اس لیے ممکن ہے کہ خبر دبا دی گئی ہو۔لیکن ایک بات ہے کہ مرزا صاحب اس پیشگوئی کے مطابق بھی ۱۹۰۸ء میں ہی مرے۔یعنی مرزا صاحب خود تسلیم کر گئے کہ اگر وہ ان پیشگوئیوں کے نتیجے میں مرے تو سچائی ظاہر ہو جائے گی یعنی ان کی جھوٹی نبوت کا پردہ چاک ہو جائے گا۔اور سچائی ظاہر ہوئی اور ڈنکے کی چوٹ ظاہر ہوئی اور مرزا جی کو تا قیامت جھوٹا قرار دے گئی۔کہنے کو بہت کچھ ہے لیکن یہ بھی کافی ہے ظاہر کرنے کے لیے۔’’دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری‘‘۔

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

Saleem&Company
Bahar Chowk, Masoom Shah Road, Multan.
SC
SINCE 1968
Manufacture of Quality
Furniture, Government
Contractors, Electronics
& General Order Suppliers
سلیم اینڈ کمپنی
0302-8630028
061 -4552446 فون نمبر:
Email:saleemco1@gmail,com
بہار چوک معصوم شاہ روڈ ملتان

مدبر احرار ماسٹر تاج الدین انصاریؒ (قسط نمبر 2)

سُرخ لکیر

پہلا حملہ:

صبح سویرے گھر سے نکلا، محلّہ سے باہر چوک پر پہنچا، چند مسلمان دوستوں سے بات کر رہا تھا کہ ایک سکھ سارجنٹ موٹر سائیکل پر سوار چوک میں پہنچا، چوک میں سکھ سارجنٹ کو کھڑا دیکھ کر ارد گرد کے تمام سکھ باہر نکل آئے، گویا انھیں اس جرنیل کی آمد کا پہلے سے انتظار تھا، سکھ سارجنٹ نے بہ آوازِ بلند کہا:

''ہوشیار ہو جاؤ، تیار ہو جاؤ۔''

اتنا کہا اور موٹر سائیکل کا رُخ پھیر کر واپس ہو گیا، میں معاملہ کو بھانپ گیا، اور آگے جانے کی بجائے محلّہ ہی میں رُک گیا، پانچ منٹ بعد ایڈیشنل پولیس کے سکھ سپاہی آئے اور بلاوجہ فائر کرنے شروع کر دیئے۔ لوگوں پر دہشت چھا گئی، تمام لوگ اپنے گھروں میں دبک گئے۔ فائرنگ کے ساتھ ہی بلوائی سکھوں کا گروہ جیل روڈ پر نکل پڑا، تالے توڑے جانے لگے، ایڈیشنل پولیس کے سکھ سپاہی جن کے رنگ سیاہ تھے اور غالبًا یہ لوگ بھنگی یا چمار تھے، مگر اب تازہ سکھ بن کر منگل سنگھ کی سفارش سے پولیس میں بھرتی ہو گئے تھے لُوٹ مار میں برابر کے شریک تھے، اور مال لوٹ لوٹ کر لے جا رہے تھے۔ میں نے کچھ دیر محلّہ کے نوجوانوں کا انتظار کیا، آدھ گھنٹہ میں میرے مکان کے قریب مخلص اور بہادر نوجوانوں کا ایک گروہ جمع ہو گیا، وہ نوجوان کوچہ سے باہر ایڈیشنل پولیس کے مسلح سپاہیوں سے نبرد آزما ہونے کے لیے تیار تھے۔ میں نے محسوس کیا کہ سب نہتے ہیں رائفل کا مقابلہ لاٹھی سے کب تک ہوگا، جب اُن سے دریافت کیا کہ اس علاقہ میں کوئی بندوق یا رائفل ہے تو جواب نفی میں ملا، مشورہ ہوا اور طے پایا کہ ہمیں باہر کا میدان کھلا چھوڑ دینا چاہیے۔ جب بلوائی محلّہ میں داخل ہوں تو اُن پر پتھراؤ کیا جائے اور پھر ایک دم ہلہ بول کر ایک آدھ رائفل چھین کر کام لیا جائے، ہم نے محلّہ کے اندر چوراہے پر ایک مضبوط مورچہ سنبھال لیا، ہمارا خیال درست ثابت ہوا۔ ایڈیشنل پولیس کے چند مسلح سپاہی تھری ناٹ تھری کی رائفلیں سنبھالے محلّہ میں داخل ہوئے اور فائر کرنے لگے، ہمارے چند نوجوانوں نے عجلت سے کام لیا اور راستہ ہی میں ان پر اینٹیں برسانی شروع کر دیں، مسلح سپاہی آگے بڑھنے سے رک گئے اور پوزیشن لے کر فائرنگ شروع کر دی، ہمارے لیے مورچہ چھوڑ کر پیچھے ہٹنا خطرناک تھا۔ گولیوں کے جواب میں ہمارے پاس صرف اینٹیں تھیں۔ یہ سکھ سپاہی بُزدل تھے، اور آگے بڑھنے سے گھبراتے تھے۔ ہماری اینٹیں بمشکل اُن تک پہنچتی تھیں۔ وہ ہمارے نوجوانوں کو زخمی کرنے لگے۔ دو نوجوان دیکھتے ہی دیکھتے شہید ہو گئے، کچھ زخمی ہوئے یہ صورت حال نقصان دہ تھی۔ ہمارے نوجوان اپنے ساتھیوں کی شہادت سے سخت مشتعل ہو گئے۔ مجھ سے کہنے لگے اگر ہم چھت سے کود کر حملہ کر دیں تو شاید ایک آدھ رائفل چھین سکیں گے۔ میرے منہ سے

بہت اچھا'' کا نکلنا تھا کہ نوجوانوں نے نعرہ تکبیر بلند کر کے چھلانگیں لگادیں اور ہلہ بول دیا، مگر سکھ سپاہی رائفلیں سنبھال کر بھاگ نکلے۔ ہمیں پھر اپنے مورچہ پر ان کا انتظار کرنا پڑا، تین دفعہ ایسا ہی ہوا۔ سپاہی آتے مگر نوجوانوں کی یلغار انھیں بھگا دیتی مسلسل تین گھنٹے یہ مقابلہ جاری رہا۔ شہر والوں کو اطلاع مل چکی تھی کہ فیلڈ گنج پر حملہ ہو رہا ہے۔ مگر وہ امداد بھیجنے کی بجائے اپنے اپنے محلوں میں بندوقیں سنبھال کر بیٹھے رہے، اسی اثناء میں ایڈیشنل پولیس کے سپاہیوں نے عقب سے حملہ کر کے ہمارے چند نوجوانوں کو شہید کر دیا۔

مجھے ایک لڑکے نے بتایا کہ دوسرے مورچہ پر غلام محی الدین کو ایک سکھ کلاتھ انسپکٹر نے گولی مار کر زخمی کر دیا ہے۔ زخم کاری ہے غلام محی الدین کی حالت نازک ہے، وہ آپ کو بلا رہا ہے میں مورچہ سے پیچھے ہٹا۔ ابھی پانچ سات قدم چلا تھا کہ میرے ساتھی بھی پیچھے ہٹنے لگے۔ اس صورت حال کو دیکھا تو میں پھر مورچہ پر واپس آ گیا۔ کبھی غلام محی الدین کا خیال آتا تو میں مورچہ چھوڑ کر اس کے پاس پہنچنا چاہتا تھا۔ پھر جب ساتھیوں کی گھبراہٹ دیکھتا تو انھیں حوصلہ دلانے کے لیے مورچہ پر جم کر کھڑا ہو جاتا۔

اب ہمارے لیے مورچہ سنبھالے رکھنا مشکل تھا۔ شام ہوگئی۔ اندھیرا چھا گیا ساتھ ہی پولیس ریڈ (RAID) بھی بند ہوگئی، رات پریشانی میں گذری، کرفیو آرڈر نے راہیں مسدود کر رکھی تھیں، صبح ہوئی تو میں نے کوتوالی کا رُخ کیا، افسران موجود تھے، شہر کے دوسرے معززین پہنچ چکے تھے۔ شہر کے مسلمانوں پر ہراس چھا چکا تھا۔ لیگ کے رہنماؤں نے بھی کافی دوڑ دھوپ کی، دوپہر بعد افسروں سے ملاقات کر کے لوٹے تو حالات پھر خراب ہونے لگے، اس مرتبہ ایڈیشنل پولیس والوں کی تعداد بڑھ چکی تھی اور سکھ بلوائی بھی باہر سے زیادہ تعداد میں آچکے تھے۔ میں چونکہ مدافعت کرنے والوں میں پیش پیش تھا۔ اس لیے مجھ پر خاص توجہ مبذول کی گئی۔ میرے وارڈ میں دُکانیں کھلی تھیں مگر جگہ جگہ لوگ ٹولیوں میں بٹ چکے تھے، اور پولیس کی جانبدارانہ پوزیشن زیرِ غور تھی۔

اسی وقت مجھے ایک ہندو سپاہی نے اطلاع دی کہ آدھ گھنٹہ بعد حملہ ہوگا بندوبست کر لو، میں نے اپنے ساتھیوں کو بلوایا اور ان سے کہا کہ قریب کے محلوں میں سے جہاں زیادہ خطرہ ہے عورتوں اور بچوں کو فوراً نکال لو، صرف مرد رہ جائیں۔ اور اس علاقہ کو نصف کے قریب خالی کر دو، ابھی عورتیں اور بچے نکل ہی رہے تھے کہ فائرنگ شروع ہوگئی۔ اس دفعہ بلوائیوں کا رُخ میرے مکان کی طرف تھا، میرے کوچہ کے تمام لوگ عورتوں اور بچوں کو محفوظ مقام پر پہنچا کر فارغ ہی ہوئے تھے کہ آوازیں آنی شروع ہوئیں۔ ''ماسٹر تاج کا مکان کہاں ہے؟ میرے بھتیجے نے دوڑ کر مجھے اطلاع دی اور کہا کہ آپ کو قتل کر دیں گے، آپ یہاں سے ہٹ جائیں، میں نے اس کو سرسری طور سے سُنا اور کہا کہ گھر سے عورتوں اور بچوں کو بہت جلد نکال کر لے جاؤ۔

گھبراہٹ میں کسی کو پردے تک کا خیال نہ تھا۔ برقعہ سنبھالے بغیر عورتیں اور بچے نکل کھڑے ہوئے میں مکان کے اندر تھا کہ بلوائیوں نے میرے مکان کو گھیر لیا، میں چھت پر آ گیا، اور دوسرے مکان کی دیوار پھاند کر اس

مکان میں داخل ہوگیا۔ بلوائیوں نے مجھے موجود نہ پا کر کچھ دیر اندر باہر دیکھ بھال کی اتنے میں چھتوں پر سے مجھ پر فائر ہونے شروع ہوگئے، میں اس مکان سے نکل کر دوسرے کوچہ کے ایک مکان تک پہنچنے میں کامیاب ہوگیا، میرا ہندو ہمسایہ جو کانگرسی ہونے کا مدعی تھا بے ساختہ شور مچانے اور بلوائیوں سے کہنے لگا، ''کم بختو! شکار تو نکل بھی گیا۔'' بہر حال میں دوسرے مورچہ پر پہنچ گیا، جہاں بلوائیوں کو آنے کا حوصلہ نہ ہوا۔

دوسرے دن:

رات جس طرح کٹی، اس کو وہی لوگ خوب جانتے ہیں جو اس وقت دشمنوں کے نرغہ میں پھنسے ہوئے تھے، علی الصبح ہم نے محلّہ کا یہ حصہ بھی عورتوں اور بچوں سے خالی کر دیا، شہر کے دوسرے حصوں پر بھی اکے دُکے حملے ہونے لگے، ہمارے محلّہ پر بھی کبھی کبھی حملہ ہوتا مگر ہمارے ساتھی برابر جواب دیتے رہے۔ اب ہم محلّہ کے ایک کنارے پر پہنچ چکے تھے، آدھی رات کے وقت جب دشمن جا چکا اور گلی کوچوں میں بالکل سناٹا تھا، تو میں نے محلّہ والوں سے کہا کہ سورج نکلنے سے پیشتر مستورات کو محلّہ اڑی میں جو ملحقہ محلّہ تھا پہنچا دیا جائے۔ دو گھنٹہ میں تیاری مکمل ہوگئی، اور صبح کے وقت عورتیں اور بچے محفوظ مقام پر جا چکے تھے۔ ہمارا محلّہ دری اور کپڑے کا مرکز تھا اور لوگ مالدار تھے، اس بھاگڑ میں وہ نقد روپیہ تک نہ سنبھال سکے، لکھ پتی لوگ دوسروں کے دستر خوان کو تکنے لگے، محلّہ اڑی میں پہنچ کر ہم نے چودھری عبدالرحیم کے ہاں نوجوانوں کو جمع کیا، یہ میاں محمود علی عارف کا وارڈ تھا وہ خود بھی میٹنگ میں تشریف لائے۔ ہم تینوں نے مل کر مشورہ کیا، اور مضبوط مورچہ بنا لیا۔ یہاں ہم کو ایک رائفل اور دو بندوقیں بھی مل گئیں عبدالرحیم اور عارف نے حوصلے سے کام لیا، اور یہ طے پا گیا کہ اب اگر پولیس بلا وجہ ہمارے محلّہ پر فائر کرے تو باقاعدہ جواب دیا جائے، پولیس کو بھی ہمارے ارادہ کا علم ہوگیا، میں نے ایک بار پھر اپنے وارڈ کا رُخ کیا اور بقایا لوگوں کو جمع کیا۔ جن کوچوں میں خیال تھا کہ مسلمان چھپے بیٹھے ہوں گے ایک ایک کر کے دیکھا اور جو مسلمان بھی ہمیں ملا اُسے نکال لائے۔

ہمارے محلّہ کے اختتام پر جرنیلی سڑک اور ریلوے لائن شروع ہوجاتی ہے۔ ریلوے لائن کے اس پار تین محلے آباد تھے۔ یہ تینوں محلے سکھوں کے نرغہ میں تھے راستہ بھی مخدوش تھا، کسی نہ کسی طرح وہاں پہنچ کر انھیں مضبوطی سے جمے رہنے کا مشورہ دیا اور وعدہ کیا کہ میں ان شاء اللہ تمہیں حفاظت سے نکال کر لے جاؤں گا۔ ایک محلّہ پر میری واپسی کے فوراً بعد حملہ ہوگیا۔ مگر دشمن کوئی جانی نقصان نہ پہنچا سکا۔ اور سب لوگ گھر بار چھوڑ کر خالی ہاتھ باہر نکل آئے، دوسرا محلّہ رات کی خاموشی میں شہر کے آباد حصوں میں پہنچ گیا مگر تیسرے محلے کے لوگ بالکل گھِر چکے تھے۔

میں نے کوتوالی پہنچ کر کوتوال شہر اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کو حالات سے باخبر کیا اور اُن سے کہا کہ آپ گارد بھیج کر یا تو محلّہ والوں کے ہمارے پاس پہنچائیے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو وہاں پہرہ بٹھا دیجئے، کہ وہ لوگ محفوظ رہ سکیں، ہمیں تسلی تو دے دی گئی مگر انتظام نہ کیا گیا۔

حکام وقت کی عیاری:

پولیس افسران خصوصاً سپرنٹنڈنٹ پولیس صبح وشام مسلمانوں کی تباہی کے منصوبے باندھتا، اس نے نہایت کامیاب طریقہ اختیار کیا، جس محلے پر حملہ کرانا مقصود ہوتا وہاں کے معززین اور نوجوانوں کو علی الصبح گرفتار کر لیتا۔ محلّہ کی تلاشی لی جاتی، لاٹھی، کلہاڑی جو کچھ بھی سامان مدافعت سمجھا جاتا ضبط کر لیا جاتا، اور دو گھنٹہ کے بعد ایڈیشنل پولیس کے ہمراہ بلوائیوں سے حملہ کرادیا جاتا یہی طریقہ شہر کے باہر محلّہ عبداللہ پور میں جہاں مسلمان سکھوں کے نرغہ میں گھرے ہوئے تھے اختیار کیا گیا، وہاں کے بہادر نوجوانوں کو گرفتار کر لیا گیا۔

جوں ہی یہ اطلاع میرے کانوں تک پہنچی میں معاملہ کو بھانپ گیا اور سمجھ گیا کہ اب عبداللہ پور کی خیر نہیں میں نے کوتوالی پہنچ کر سپرنٹنڈنٹ سے برملا کہہ دیا کہ آپ اس تمام فساد اور مسلمانوں کی بربادی کا باعث ہیں۔ اور خود فساد کرا رہے ہیں، آپ کو ایک دن اس کا جواب دہ ہونا پڑے گا۔

میرا اس قدر کہنا تھا کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس آگ بگولا ہو گیا، مجھ پر برس پڑا اور رعب جمانے کے لیے کہنے لگا کہ جانتے ہو کہاں کھڑے ہو اور کس سے بات کر رہے ہو؟ میں نے جواب میں کہا کہ میں کوتوالی میں کھڑا ہوں اور سپرنٹنڈنٹ پولیس سے بات کر رہا ہوں۔

سپرنٹنڈنٹ پولیس غصہ سے کانپ رہا تھا وہ دفتر کے اندر چلا گیا اور ڈپٹی کمشنر کو جو اندر بیٹھا ہوا تھا بُلا لایا کہنے لگا، دیکھئے ماسٹر تاج کیا کہہ رہا ہے؟ میں نے سمجھ لیا کہ یہ لوگ مجھے اب گھر واپس نہ جانے دیں گے، کیوں نہ دل کا غبار نکال لوں۔

میں نے ڈپٹی کمشنر کے سامنے اپنے وہی جملے دہراتے ہوئے اتنا اضافہ اور کر دیا کہ ’’ڈپٹی کمشنر صاحب آپ بھی اس سازش میں شریک ہیں اور جو کچھ ہو رہا ہے آپ کے منشا کے مطابق ہو رہا ہے‘‘۔ ڈپٹی کمشنر کو بھی غصہ آ گیا، مگر خدا جانے وہ دونوں مجھ پر ہاتھ ڈالتے ہوئے کیوں گھبراتے تھے، میں نے ذرا حوصلے سے کام لیتے ہوئے کہنا شروع کیا کہ آپ دونوں مجرم ہیں، میرے پاس شہادتیں بھی موجود ہیں اور کچھ تحریری ثبوت بھی۔ جب میں نے یہ کہا کہ ’’گواہ ان تحریری شہادتوں سمیت دہلی جا چکے ہیں، مکمل کیس پنڈت جواہر لال کے پاس پہنچ گیا ہے۔ تو دونوں بزدل اور کمینہ افسر گھبرا گئے اور پینترا بدل کر بولے۔

’’اجی ماسٹر صاحب آپ کو غلط فہمی ہوئی اور کسی نے آپ کو بہکا دیا ہے، آیئے اندر بیٹھ کر بات کریں شاید ہم آپ کی تسلی کر سکیں‘‘۔

میں نے سمجھ لیا کہ تیر نشانہ پر بیٹھ چکا ہے، اندر بیٹھ کر دونوں افسروں نے مجھے بنانا شروع کیا، خود کو نہایت نیک، اور مسلمانوں کے ہمدرد جتانے لگے اور کہنے لگے:۔

’’آپ بتائیں ہم کس طرح امن قائم کریں، آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں ہم آپ کا مشورہ قبول کریں گے۔‘‘ موقع غنیمت جان کر میں نے ان سے کہا:۔

’’مجھے آپ پر اعتبار نہیں، اعتبار دلانے کے لیے آپ سب سے پہلے عبداللہ پور والوں کو نکال کر ہمارے پاس پہنچانے کا بندوبست کیجئے، شام ہو چکی تھی۔ طے یہ ہوا کہ صبح عبداللہ پور کے تمام مسلمان حفاظت سے نکال لیے جائیں گے، دو گھنٹہ بعد مسلح گارد نے اس محلّہ کا محاصرہ کرلیا، اور کسی سکھ کو ادھر جانے نہ دیا، تا آنکہ وہ سب لوگ اپنا مال واسباب اور ڈھور ڈنگر تک لے آئے۔

مجھے دوسرے روز کوتوالی سے ایک دوست نے اطلاع پہنچائی کہ اب اگر کوتوالی آؤ گے تو ڈپٹی کمشنر نے گرفتاری کا منصوبہ باندھ رکھا ہے، اور عجب نہیں کہ قتل کرادیئے جاؤ۔ مجھے اب کوتوالی میں کوئی کام بھی نہ تھا۔

دوسرے دن معلوم ہوا کہ سردار عبدالرب نشتر اور سردار بلد یو سنگھ تشریف لا رہے ہیں، اور تمام جماعتوں کے نمائندوں سے ملاقات کریں گے۔ ہم نے سمجھا کہ اب حالات درست ہو جائیں گے، دونوں حضرات ذمہ دار حیثیت کے مالک ہیں، ہم اپنا دکھڑا روئیں گے تو کچھ انتظام ہو ہی جائے گا۔ ہمارا گمان تھا کہ شاید شہر آباد رہ سکے، اور مسلمان اپنے پاؤں جمانے میں کامیاب ہو جائیں گے، مگر تقدیر پس پردہ کھڑی ہنس رہی تھی ہمیں بُری طرح برباد ہو کر ظلم وستم کی ان ہولناکیوں سے دوچار ہونا تھا جو ہمارے لیے مقدر ہو چکی تھیں۔

مشترکہ میٹنگ:

سردار عبدالرب نشتر اور سردار بلدیو سنگھ کی تشریف آوری پر ڈپٹی کمشنر کی یہ خواہش تھی کہ احرار کا کوئی فرد میٹنگ میں آنے نہ پائے۔ ڈپٹی کمشنر کا یہ خیال تھا کہ اکالی پارٹی اور سیوا سنگھ ایک طرف اور مسلم لیگ دوسری طرف ہو اور دونوں کی تُو تُو میں میں ہوتی رہے۔ اور کام کی بات نہ ہو سکے، مگر صدر مسلم لیگ مسٹر بلال احمد اور دیگر لیگی دوستوں نے تنہا ملنے سے انکار کر دیا، اور صاف صاف کہہ دیا کہ ماسٹر تاج الدین، مولانا حبیب الرحمٰن اور مفتی محمد نعیم کے بغیر ہم ملاقات نہ کریں گے، اب معاملہ کسی جماعت کا نہیں بلکہ تمام مسلمانان شہر کا ہے، غرض ڈپٹی کمشنر کے منشاء کے خلاف ہمیں مشترکہ میٹنگ میں بلا لیا گیا، گوپی چند پارٹی کے بعض کانگرسی نمائندے اور اکالی گروپ کے علاوہ سیوا سنگھ کے نمائندوں کے ہمراہ ڈپٹی کمشنر مسٹر لوتھرا بذات خاص کھلم کھلا سرگوشیوں میں مصروف تھے، فسادیوں کے سرکردہ ہندو ڈپٹی کمشنر کے دائیں بائیں لفٹنٹ کی حیثیت میں موجود تھے، خوب بم چخ ہوئی، ایک کانگرسی دوست بولے کہ ماسٹر تاج اور مسلم لیگ میں فرق ہی کیا ہے۔ بلکہ یہ تو مسلم لیگ سے زیادہ خطرناک ہیں، ہم ان کی بات سننے کو تیار نہیں، سردار بلدیو سنگھ مجھے پہلے سے جانتے تھے۔ انہوں نے مداخلت کی اور کہا کہ:

’’ہم لڑانے نہیں آئے، ہم تو معاملہ کی نزاکت سمجھانے اور امن قائم کرانے کی خواہش لے کر آئے ہیں، اگر حالات اسی نہج پر چلتے رہے تو مشرق اور مغرب دونوں برباد ہو جائیں گے، آپ آپس میں صلح صفائی کر لیجئے۔

منگل سنگھ پارٹی، سردار صاحب کے اس ارشاد پر چیں بجبیں ہوئی، کیونکہ الیکشن کے سلسلہ میں ان دونوں پارٹیوں میں کشمکش رہ چکی تھی۔ (جاری ہے)

اخبار الاحرار

ختم نبوت کورس ڈیرہ اسماعیل خان

(رپورٹ: تنویر الحسن احرار) مجلس احرار اسلام ڈیرہ اسماعیل خان میں اپنی خاص پہچان رکھتی ہے گزشتہ 93 برس سے تمام شعبہ ہائے زندگی کے افراد میں مجلس احرار اسلام سے وابستگی باعث فخر ہے۔ تین چار نسلوں سے منسلک افراد اپنی نسبت احرار پہ فخر کرتے ہیں۔

مجلس احرار اسلام شعبہ دعوت وارشاد کے ناظم ڈاکٹر محمد آصف نے تشکیل کی کہ 27/28/29/30 مئی ڈیرہ اسماعیل خان میں ختم نبوت کورس میں بطور مدرس شرکت کرنی ہے۔ 27 مئی جمعہ کے بعد تلہ گنگ سے روانہ ہوا جبکہ مناظر ختم نبوت مولانا محمد مغیرہ خطیب جامع مسجد احرار چناب نگر سے ڈیرہ اسماعیل خان پہنچے۔ مجلس احرار اسلام ڈیرہ اسماعیل خان کے ذمہ داران نے محبتوں سے نوازا۔ بھائی عاصم عطاء، بھائی نعیم احرار، شیریں جاں ایڈووکیٹ، قاری عمر عثمان، بھائی عاطف، سلیم خان ایڈووکیٹ، ودیگر احباب سے تفصیلی ملاقات ہوئی۔ ڈیرہ اسماعیل خان مجلس احرار اسلام کے دوستوں کو ابناء امیر شریعت کی محبتوں کا کثیر حصہ میسر آیا۔ محسن احرار مولنا سید عطاء المحسن بخاری۔ ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المؤمن بخاری کی محبتوں میں گندھے ہوئے لوگ ہیں۔ رات دیر تک تذکرہ اکابر احرار ہوتا رہا رحمھم اللہ

28 مئی 7 بجے جامع مسجد بخاری تھویا سیال میں ختم نبوت کورس کا افتتاح ہوا مولانا اللہ بخش احرار کی سرپرستی میں مولانا ثناء اللہ احرار نے کورس کے مقاصد بیان کیے۔ راقم تنویر الحسن نے ختم نبوت کورس کی اہمیت افادیت وضرورت کے حوالے ڈیڑھ گھنٹہ گفتگو کی بعدازاں مناظر ختم نبوت مولانا محمد مغیرہ نے تفصیل سے عقیدہ ختم نبوت کا تعارف بیان کیا۔ راقم بھائی عاصم عطاء کی معیت میں مدارس دینیہ کے دورے پہ روانہ ہوا جامعہ نعمانیہ میں مہتمم جامعہ مولانا اشرف علی، جامعہ سراج المدارس میں مہتمم جامعہ مولانا قاری خلیل احمد سراج سے ملاقات ہوئی اور طلباء میں گفتگو ہوئی۔ ڈیرہ اسماعیل خان سٹی میں 10 مدارس اور دو خانقاہوں ومساجد میں ملاقاتوں اور بیانات کا موقع ملا جبکہ بخاری جامع مسجد میں منعقدہ کورس کی دوسری نشست بعد نماز مغرب ہوئی مولانا محمد مغیرہ نے آیات واحادیث ختم نبوت پہ تفصیلی درس دیا 29 مئی بعد نماز فجر درس ختم نبوت دیا 7 بجے کورس کی کلاس کا آغاز ہوا قادیانیوں کا عقیدہ اجرائے نبوت وختم نبوت کے دلائل پیش کیے۔ بعدازاں مولانا محمد مغیرہ نے قادیانی عقائد کے حوالے سے گفتگو کی راقم بھائی عاصم عطاء کے ہمراہ مدارس شہر میں گشت کے لیے روانہ ہوگیا۔ 7 مدارس میں پیغام ختم نبوت پہنچایا جبکہ شام 4 بجے کلاچی کی طرف روانہ ہوگئے۔ نماز عصر کے بعد معروف دینی درسگاہ جامعہ نجم المدارس پہنچے جہاں شیوخ جامعہ مہتمم جامعہ واساتذہ سے تفصیلی گفتگو ہوئی۔ حضرات کی محبتیں مثالی تھیں مغرب کی نماز کے بعد جامع مسجد کلاچی میں ختم نبوت کانفرنس

شروع ہوئی مفتی عرفان اللہ نے خوبصورت انداز میں اکابر احرار کو خراج تحسین پیش کیا تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ ختم نبوت ردقادیانیت اور تاریخ احرار پہ بات کی رات گئے ڈیرہ واپس پہنچے۔30 مئی نماز فجر کے بعد درس ختم نبوت دیا۔7 بجے کلاس شروع ہوئی قادیانی جماعت کا طریقہ واردات قادیانی جماعت کا تنظیمی ڈھانچہ اور تحفظ ختم نبوت کے لیے ہماری ذمہ داریاں کے عنوان پہ 2 گھنٹے گفتگو کی بعدازاں چشمہ روڈ پہ واقع مدارس دینیہ کے دورے پر روانہ ہوئے۔رنگپور تک 5 مدارس کا دورہ کر کے پیغام ختم نبوت پہنچایا۔جبکہ کورس کی نشست میں مولانا محمد مغیرہ نے حیات عیسیٰ علیہ السلام ظہور مہدی علیہم الرضوان پہ تفصیلی گفتگو کی۔عصر کے وقت قائداحرار مولانا سید محمد کفیل بخاری مبلغ اسلام ڈاکٹر محمد آصف بھی تشریف لے آئے۔مغرب کے بعد کورس کی اختتامی نشست تھی تلاوت ونعت کے بعد کورس کے متعلق بندہ نے گفتگو کی بعدازاں شرکاء کورس میں انعامات واسناد تقسیم کی گئیں۔جبکہ ڈاکٹر محمد آصف نے قادیانیوں کودعوت اسلام کے متعلق گفتگو کی۔آخر میں قائد احرار سید محمد کفیل بخاری نے محاسبہ قادیانیت اور تاریخ احرار پہ سیر حاصل گفتگو کی۔مولانا قاری خلیل احمد سراج کی دعا سے کورس اپنے اختتام کو پہنچا۔

مولانا اللہ بخش مولانا ثناء اللہ قاری عبداللہ بھائی عاصم عطاء مشتاق احرار نعیم احرار اور دیگر کارکنان احرار نے بہت دلچسپی سے تمام انتظامات کیے۔اللہ کریم تمام کارکنان احرار کو بہترین جزائے خیر عطاء فرمائیں۔آمین

ملتان (10 جون 2022) بی جے پی رہنماؤں کی جانب سے توہین رسالت جیسے دلخراش بیانات کیخلاف عالمگیر احتجاج کے سلسلے میں گذشتہ روز مجلس احرار اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت نے بھر پور طریقے سے یوم تحفظ ناموس رسالت و یوم حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم منایا۔مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ مولانا سید محمد کفیل بخاری نے ملتان میں نماز جمعتہ المبارک کے اجتماع سے، مرکزی نائب امیر عبداللطیف خالد چیمہ نے چیچہ وطنی کے شہدائے ختم نبوت چوک پر اور مرکزی نائب امیر مولانا سید عطاء اللہ شاہ ثالث بخاری نے اسلام آباد میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق اور تلوار دونوں سے دین کو پھیلایا اور یہ کہ توہین رسالت کی سزا قرآن وسنت میں قتل ہے اور الہامی قوانین کو کسی صورت بدلا نہیں جاسکتا۔احرار رہنماؤں نے کہا کہ امریکہ، انڈیا اور اسرائیل دنیا بھر میں قادیانیوں کو اپنے مہرے کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔انہوں نے کہا کہ آذربائیجان کے سفارت خانے میں بلال نامی قادیانی کو سابقہ حکومت نے سفیر نامزد کیا تھا جو اب بھی بطور سفیر موجود ہے۔موجودہ حکومت نے بھی اسے نہیں ہٹایا جو بدترین قادیانیت نوازی ہے۔انہوں نے کہا کہ آذربائیجان کا قادیانی سفارت خانہ قادیانی تبلیغ کا اڈہ بن چکا ہے اور وہاں سے پاکستان کے قومی سرمائے سے ارتداد پھیلایا جارہا ہے۔مجلس احرار اسلام ملتان کے امیر مولانا محمد اکمل، ناظم ابو میسون مولانا اللہ بخش احرار، ناظم نشرو اشاعت محمد فرحان الحق حقانی نے کہا ہے کہ جناب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی عالمی دہشت

گردی ہے۔ علاوہ ازیں مختلف شہروں میں احرار رہنماؤں اور مبلغین ختم نبوت نے مطالبہ کیا ہے کہ او آئی سی اس حوالے سے اپنا کردار ادا کرے اور امت مسلمہ کے ایمان وعقیدے کی ترجمانی کا حق ادا کرے۔ انہوں نے کہا کہ انڈین مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے یہ ہماری دینی اور ملی غیرت کا تقاضا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عرب ممالک نے اس مرتبہ انڈین مصنوعات کا بائیکاٹ کر کے ایک نئی مثال قائم کردی ہے۔

خطبہ استقبالیہ

مجلس احرار اسلام پاکستان کی نومنتخب قیادت کے اعزاز میں 19 جون 2022 کو مرکز احرار جامع مسجد عثمانیہ چیچہ وطنی میں منعقدہ استقبالیہ تقریب میں حکیم حافظ محمد قاسم صاحب کی جانب سے یہ خطبہ استقبالیہ پیش کیا گیا۔ (ادارہ)

مجلس احرار اسلام پاکستان کی رکنیت سازی مہم کے اختتام پر نئی مجلس شوری کی تقریب حلف برداری اور نئی مرکزی قیادت کا انتخاب عمل میں لایا گیا، مجلس احرار اسلام ضلع ساہیوال کی طرف سے آج نومنتخب قیادت کے اعزاز میں مرکز احرار مسجد عثمانیہ میں استقبالیہ وعشائیہ کا اہتمام کیا گیا ہے، تحریک ختم نبوت کے سرخیل وقائد احرار، نواسۂ امیر شریعت حضرت حافظ سید محمد کفیل بخاری بہت ہی خوبیوں کا مجموعہ ہیں، احرار میں گوہر یکتا ہیں فصاحت وبلاغت میں یکتائے روزگار اور خطابت وسیادت کا مرقع ہیں، جماعت میں آنجناب کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

امیر احرار سید محمد کفیل بخاری نے اپنی نیابت کے لیے جن دو حضرات کو مقرر کیا میری مراد تربیت یافتہ ابنائے امیر شریعت فراست وشرافت کے خوگر مجاہد ختم نبوت مفکر احرار الحاج عبداللطیف خالد چیمہ، اور تدبر وذہانت، خلوص ودیانت سے بھرپور شخصیت نبیرۂ امیر شریعت، جناب سید عطاء اللہ ثالث بخاری حفظہ اللہ تعالیٰ ہیں، جماعت کے نو منتخب ناظم اعلیٰ مناظر ختم نبوت تقوی طہارت وسفارت کی خوبیاں لیے ہوئے جناب مولانا محمد مغیرہ، ناظم نشر واشاعت، مخلص اور جانثار رہنماء، تاریخ احرار وتحریک ختم نبوت کے معروف مصنف ومؤلف ڈاکٹر عمر فاروق احرار ہیں، ناظم تبلیغ، تقویٰ وطہارت سے مزین نبیرہ امیر شریعت سید عطاء المنان بخاری ہیں، ناظم مالیات عالم وعامل باعمل جناب مولانا محمد فیصل متین سرگانہ ہیں، مجلس احرار اسلام اک نئے جوش ولولہ اور بلند عزائم لے کر میدان عمل میں اتر آئی ہے، اس دور میں جب کہ تہذیب مغرب کی فحاشی وعریانی کا سیلاب بلاخیز اور نظریات وافکار کا طوفان بدتمیزی، تندی وتیزی سے ملت اسلامیہ پر حملہ آور ہے مجلس احرار اسلام کی قیادت، اراکین ومعاونین قابل صد مبارکباد وتحسین ہیں کہ وہ اپنا قیمتی وقت اور مال قربان کر کے جان کھپا رہے ہیں۔ ہم مل کر عہد کریں اور اپنی اولادوں کو بھی وصیت کر جائیں کہ اگر دین ودنیا کے حسین امتزاج کے ساتھ ملک وملت کی خدمات سرانجام دینی ہیں تو مجلس احرار اسلام کے وسیع المشرب پلیٹ فارم پر جمع ہوں اور عزم وہمت قول وقلم اور فکر وعمل کی قوت سے لیس ہو کر دشمنان دین اور منکرین ختم نبوت ناموس رسالت وناموس صحابہ کی عزت وعظمت کی حفاظت کیلئے ہمہ وقت ہمارے

شانہ بشانہ اور ہم رکاب ہو جائیں۔ آج ہم کارکنان احرار اپنی قیادت کو یقین دلاتے ہیں کہ حکومت الہیہ کے نفاذ، اسلام کی سربلندی، تحفظ ختم نبوت اور مملکت خداداد پاکستان کے استحکام اور دشمنان دین کا سر کچلنے کیلئے ہر وقت تیار ہیں، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کی نومنتخب مرکزی قیادت کے اعزاز میں استقبالیہ:

(رپورٹ: مولانا سرفراز معاویہ) مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے ناظم حکیم حافظ محمد قاسم، قاضی عبدالقدیر محمد آصف چیمہ اور دیگر اراکین نے حاجی عبداللطیف خالد چیمہ سے اجازت لیکر ضلعی قیادت محمد قاسم چیمہ، حافظ اسامہ عزیر، مولانا محمد سرفراز معاویہ سے ضروری مشورہ کیا کہ نومنتخب قیادت کے اعزاز میں پہلا استقبالیہ چیچہ وطنی میں ہونا چاہیے تمام حضرات نے بے حد خوشی کے ساتھ اجازت دی تو امیر محترم سید محمد کفیل بخاری اور نائب امیر سید عطاء اللہ ثالث بخاری سے طے کیا گیا کہ ان شاء اللہ تعالی 19 جون 2022ء اتوار کو بعد نماز عشاء مرکز احرار عثمانیہ مسجد ہاؤسنگ کالونی چیچہ وطنی میں عشائیہ تقریب منعقد ہوگی۔ اتوار کو بعد نماز ظہر مسجد عثمانیہ میں سٹیج سجادیا گیا سب سے پہلے لاہور سے قافلہ اول سینئر احرار رہنماء ملک محمد یوسف کی قیادت میں ڈاکٹر شاہد محمود کاشمیری، چودھری ظفر اقبال، راؤ ناصر جمیل، محمد ارسلان ٹیپو پہنچ گئے، مغرب کے بعد میاں محمد اویس کی قیادت میں ڈاکٹر محمد آصف، سیکرٹری نشر واشاعت ڈاکٹر محمد عمر فاروق احرار، مرکزی نائب ناظم حاجی عبدالکریم قمر، جھنگ سے مولانا عزیز الرحمان جھنگوی، ضیاء الرحمان فاروقی، فیصل آباد سے رانا اشرف علی احرار دفتر احرار جامع مسجد پہنچ گئے، معزز رہنماؤں نے مرکزی مسجد عثمانیہ میں عشاء کی نماز ادا کی ٹھیک دس بجے امیر احرار سید محمد کفیل بخاری نائب امیر حاجی عبداللطیف خالد چیمہ، مرکزی ناظم اعلی مولانا محمد مغیرہ، نائب ناظم حاجی عبدالکریم قمر، ناظم دعوت وتبلیغ سید عطاء المنان بخاری، سیکرٹری اطلاعات ڈاکٹر محمد عمر فاروق احرار مرکزی ہال میں پہنچے تو ضلع ساہیوال کے امیر محمد قاسم چیمہ، ناظم حافظ اسامہ عزیر، ناظم نشر واشاعت مولانا محمد سرفراز معاویہ، قاضی ذیشان آفتاب، قاضی عبدالقدیر چودھری انوار الحق رانا قمر الاسلام مرشد بشیر احمد اور دیگر کارکنان نے نومنتخب قیادت کا شاندار و پرجوش استقبال کیا گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے اور پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں ادھر سٹیج سے نقیب محفل حکیم حافظ محمد قاسم نعرہ زن ہوئے پورا ہال نعرہ تکبیر، تاج وتخت ختم نبوت اور مجلس احرار اسلام زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا استقبالیہ کا باقاعدہ آغاز مولانا منظور احمد کی تلاوت اور حافظ محمد مغیرہ کی نعت سے ہوا، حکیم حافظ محمد قاسم نے معزز مہمانوں کے اعزاز میں سپاس نامہ پیش کیا، امیر احرار سید محمد کفیل بخاری نے اپنے کلیدی خطاب میں کہا کہ اسلام کے نفاذ کی قولی وعملی جدوجہد ہمارا بنیادی ہدف ہے جب کہ کفریہ نظام دنیا میں چکنا چور ہو رہے ہیں، تو استحصالی قوتیں بھی ساتھ ساتھ دم توڑ رہی ہیں، اس لیے اسلام کا حقیقی پیغام دنیا تک پہنچانا اور فرقہ واریت اور طبقہ واریت کی نفی کرنا ہی ہماری پالیسی ہے، مرکزی نائب امیر حاجی عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ

جناب نبی کریم ﷺ کے منصب رسالت ختم نبوت کا تحفظ ودفاع مجلس احرار اسلام کے ایمان وعقیدے کی بنیاد ہے، انہوں نے کہا کہ توہین رسالت کا حق مانگنے والی حکومتیں اور قوتیں دنیا میں بدامنی کو فروغ دینا چاہتی ہیں، انہوں نے کہا کہ سابقہ اور موجودہ حکومتوں کے دور میں امتناع قادیانیت ایکٹ پر چناب نگر سمیت کہیں بھی عمل درآمد نہیں ہوا، سیکرٹری جنرل مولانا محمد مغیرہ نے کہا کہ سودی نظام معیشت کے خاتمے کیلئے وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ تاریخی اہمیت کا حامل ہے اس کے عملی نفاذ کی راہ میں رکاوٹوں کو مل جل کر دور کرنے کی فوری ضرورت ہے۔

ناظم تبلیغ سید عطاء المنان بخاری نے اپنے خطاب میں کہا ہے کہ قادیانیوں کو حکومتی کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے اور انہیں ملکی آئین وقانون کا پابند بنایا جائے انہوں نے کہا کہ ہماری طویل محنت کے بعد الحمدللہ قادیانی مسلسل قادیانیت پر لعنت بھیج کر دائرہ اسلام میں داخل ہورہے ہیں جو کہ خوش آئیند بات ہے استقبالیہ کا اختتام مجلس احرار اسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ کے بزرگ احرار رہنماء مولانا محکم الدین کے دعائیہ کلمات سے ہوا بعدازاں تمام احباب کو پرتکلف عشائیہ دیا گیا، استقبالیہ میں مجلس احرار اسلام بوریوالا کے صوفی عبدالشکور احرار، محمد نوید، مجلس احرار اسلام ٹوبہ کے امیر حافظ محمد اسماعیل احرار، حافظ عبدالوحید، قاری عبیدالرحمان زاہد، گجرات سے مولانا محمد ضیاء اللہ ہاشمی، ملتان سے مولانا محمد اکمل، مفتی صبیح الحسن ہمدانی، اوکاڑہ سے شیخ مظہر سعید، حاجی خالد محمود، ساہیوال سے حافظ اسامہ عزیر، مولانا محمد عرفان صابر، ماسٹر محمود احمد، غازی آباد سے مولانا شاہد محمود احمد، قاری محمد علی، قاری وسیم اللہ اور شہر بھر سے احرار کارکنان کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ ہم امید کرتے ہیں کہ نئی منتخب قیادت اپنی بہترین صلاحیتوں کے ساتھ جماعت کو ترقی کی منازل طے کرائے گی، اللہ تعالیٰ حامی وناصر ہوں اور نظر بد سے محفوظ رکھیں، آمین یارب العالمین۔

حرمت خاتم النبیین ﷺ سیمینار اور نو منتخب مرکزی عہدیداران کے اعزاز میں استقبالیہ وعشائیہ تقریب

(رپورٹ: محمد فرحان الحق حقانی) بھارت کی حکمران جماعت بی جے پی کی ترجمان نوپور شرما اور نوین جندل کی طرف سے محسن انسانیت، پیغمبر امن حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور امی عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا کی شان اقدس میں بدترین گستاخی کرنے کے خلاف مجلس احرار اسلام ملتان کے زیراہتمام 20 جون 2022ء بروز سوموار، بعد نماز مغرب، جامع مسجد کرنالوی قاسم بیلہ میں حرمت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔ سیمینار کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا۔ سیمینار سے مجلس احرار اسلام پاکستان کے ناظم دعوت وتبلیغ نبیرہ امیر شریعت مولانا سید عطاء المنان بخاری، مجلس احرار اسلام ملتان کے امیر مولانا محمد اکمل، ضلعی ناظم دعوت وتبلیغ مولانا مفتی محمد نجم الحق، مولانا ناصر ملتانی اور مولانا ناصر جمیل نے خطابات میں او آئی سی اور اقوام متحدہ سے مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنیوالے گستاخوں کیخلاف آئین اور قانون کے مطابق فوری کاروائی کرے اور انہیں قرار واقعی سزا دلوانے میں اپنا کردار ادا کرے۔ مولانا محمد اکمل اور

مولانا مفتی محمد نجم الحق نے اپنے اپنے خطاب میں کہا کہ بی جے پی کا ترجمان واجب القتل ہے، عالمی برادری ہندو انتہاء پسندی کا نوٹس لے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت بھارتی ناظم الامور کو فوری طور پر طلب کر کے بھرپور احتجاج ریکارڈ کروائے۔ مولانا سید عطاء المنان بخاری نے کہا کہ بی جے پی کی طرف سے فقط پارٹی رکنیت معطل کرنا ہی کافی نہیں، گستاخی رسول نا قابل معافی جرم ہے اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنیوالے ہر گستاخ رسول کو عبرت ناک سزا دی جائے۔ انہوں نے کہا کہ مودی سرکار کے دور اقتدار میں مذہبی آزادیوں کو کچلا اور مسلمانوں کو مسلسل انتقام کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ انہوں نے پاکستانی حکمرانوں سے یہ بھی مطالبہ کیا کہ وطن عزیز پاکستان میں ہونے والے توہین رسالت کے واقعات کا بھی سد باب کیا جائے اور قانون توہین رسالت کو مؤثر بنایا جائے۔ سیمینار میں ضلعی نائب امیر سعید احمد انصاری، مولانا قاری محمد اسماعیل ہزاروی، محمد عباس، محمد مجاہد احرار، بھائی عبدالرشید، مولانا قاری عبدالصمد سمیت احرار کارکنوں اور عوام الناس نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ نے 12 جون 2022ء اتوار، ایوان احرار نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں آئندہ پانچ سالہ دستوری مدت کیلئے نئے عہدیداروں کو منتخب کیا ہے۔ انہی نومنتخب مرکزی عہدیداران کے اعزاز میں مجلس احرار اسلام ملتان کی جانب سے مورخہ 24 جون 2022ء بروز جمعہ، دار بنی ہاشم میں نماز مغرب سے متصل استقبالیہ وعشائیہ تقریب کا انعقاد کیا۔ جسمیں نومنتخب امیر مرکزیہ، مرکزی نائب امیر، مرکزی ناظم اعلیٰ، مرکزی ناظم تبلیغ اور ناظم بیت المال نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی۔ تقریب کا آغاز مولانا محمد فیصل اشفاق نے تلاوت قرآن مجید جبکہ حافظ محمد ندیم قریشی نے ہدیہ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کیا۔ ابتدائی خطاب مجلس احرار اسلام پنجاب کے ناظم مولانا تنویر الحسن احرار نے کیا۔ مرکزی ناظم تبلیغ مولانا سید عطاء المنان بخاری، مرکزی رہنماء مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی، مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد مغیرہ، مرکزی نائب امیر عبداللطیف خالد چیمہ نے بالترتیب خطابات کیے۔ میزبان جماعت کے امیر مولانا محمد اکمل نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا جبکہ نومنتخب امیر مرکزیہ، قائد احرار مولانا سید محمد کفیل بخاری نے صدارتی خطاب فرمایا۔ نومنتخب احرار قیادت نے ملتان کی جماعت اور عہدیداران کا اپنے اعزاز میں دیئے گئے استقبالیہ وعشائیہ تقریب کا شکریہ ادا کیا۔ مولانا سید محمد کفیل بخاری نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اور وطن عزیز پاکستان کی نظریاتی سرحدات کا تحفظ ہماری دینی وقومی ذمہ داری ہے۔ انہوں نے کہا کہ آئین پاکستان میں موجود اسلامی دفعات اور تعزیرات پاکستان کو تبدیل کرنے کیلئے بیرونی طاقتیں مسلسل اپنا دباؤ بڑھا رہی ہیں۔ ہم کسی صورت آئین اور قانون میں ختم نبوت اور قانون ناموس رسالت سمیت اسلامی دفعات کو تبدیل نہیں ہونے دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ مجلس احرار کو روز اول سے جن مقاصد اور نصب العین کے تحت بنایا گیا آج تک اسی پر قائم ہے اور احرار کے پائے استقامت میں لغزش نہیں آئی۔ ہم تمام دینی جماعتوں کے حلیف ہیں ہمارے تین

دشمن ہیں دشمن خدا، دشمن رسول، دشمن ازواج واصحاب رسول۔ مرکزی نائب امیر عبداللطیف خالد چیمہ، مرکزی ناظم اعلی مولانا محمد مغیرہ، مرکزی ناظم تبلیغ مولانا سید عطاء المنان بخاری نے کہا کہ ہمیں ان بیرونی عناصر اور بیرونی اثرات سے اپنے ملک کو پاک کرنا ہوگا جو ہمارے دینی وملی معاملات میں مسلسل مداخلت کر رہے ہیں۔ عشائیہ تقریب میں ضلعی ناظم ابومیسون مولانا اللہ بخش احرار، ضلعی ناظم تبلیغ مولانا مفتی نجم الحق، معروف سوشل میڈیا ایکٹوسٹ و اینکر پرسن عمار خان یاسر سمیت مجلس احرار اسلام ملتان کے تمام یونٹس کے ذمہ داران و کارکنان اور مبلغین احرار سمیت عوام الناس اور علماء نے کثیر تعداد میں شرکت کی اور نومنتخب مرکزی رہنماؤں کی قیادت وسیادت میں پہلے سے زیادہ مؤثر و منظم انداز میں جماعتی سرگرمیوں میں مزید وسعت پیدا کرنے کے عزم کا اعادہ واظہار کیا۔

☆......☆......☆

مسافران آخرت

☆**محمد عارف مکی حجازی رحمہ اللہ:** مدرس حرم، فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا محمد مکی حجازی دامت برکاتہم کے اکلوتے فرزند محمد عارف مکی 27 شوال 1443ھ 29 مئی 2022ء کو طویل علالت کے بعد مکہ مکرمہ میں انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

محمد عارف مکی انتہائی باصلاحیت اور وسیع المطالعہ تھے۔ اعلیٰ اخلاق اور وضع داری کی وجہ سے اپنے حلقۂ احباب میں بہت احترام سے دیکھے جاتے تھے۔ ان کی وفات شیخ مکی دامت برکاتہم کے لیے بڑھاپے میں شدید اور گہرا صدمہ ہے۔ ان کے لیے آخرت میں بہترین اجر وثواب کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ بھائی محمد عارف مکی کی مغفرت فرمائے، حسنات قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلی مقام عطاء فرمائے۔ حضرت شیخ محمد مکی دامت برکاتہم، بھائی محمد عارف مکی رحمہ اللہ کے بچوں اور تمام لواحقین وپسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

☆**ہمشیر مرحومہ قاری شفیق الرحمٰن صاحب:** جامعہ قادریہ رحیم یار خان کے مہتمم مولانا قاری شفیق الرحمٰن صاحب کی ہمشیر محترمہ 28 مئی 2022ء کو انتقال کر گئیں۔

☆**شیخ محمود آفندی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ:** ترکی میں عالم اسلام کی عظیم روحانی وعلمی شخصیت اور ممتاز عالم دین شیخ محمود آفندی نقشبندی 23 ذیقعدہ 1443ھ 23 جون 2022ء کو انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

شیخ محمود آفندی صرف ترکی عوام کے ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کی متاعِ عزیز تھے۔ ایسے رہنما صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔ انہوں نے خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے بعد ترکی میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ، اسلامی علوم واقتدار کی ترویج

واشاعت، اسلامی تہذیب وشعائر کے تحفظ اور تبلیغ دین کے لیے لازوال خدمات انجام دیں۔ اُن کی دینی واصلاحی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ جنہیں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

شیخ محمود آفندی رحمہ اللہ کے انتقال سے پورا عالم اسلام غمگین ہے۔ اللہ تعالیٰ شیخ رحمہ اللہ کی خدمات جلیلہ اور حسنات قبول فرما کر انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ ترک صدر رجب طیب اردوان، ترک عوام اور شیخ محمود آفندی کے تلامذہ ومتوسلین کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

☆ مجلس احرار جتوئی بڑی بستی ارائیں کے خالہ زاد بھائی حاجی خلیل احمد مرحوم 30 مئی کو انتقال کر گئے۔

☆ مجلس احرار اسلام یونٹ محمد پور گھوٹہ ملتان کے سرپرست قاری محمد اکرم صاحب 7 جون 2022 مطابق 7 ذیقعدہ 1443 کو انتقال کر گئے۔

☆ مجلس احرار اسلام یونٹ محمد پور گھوٹہ ملتان کے ناظم نشر واشاعت محمد مجاہد کے سسر محمد نصیر مرحوم انتقال 11 جون

☆ حضرت مولانا قاضی منظور احمد صاحب (فاضل دارالعلوم ڈھابیل انڈیا۔ شاگرد رشید حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ) وفات: 14 جون۔ نماز جنازہ 15 جون کو آبائی گاؤں ٹبہ شاہ کوٹ اور دوسرا نماز جنازہ رائے علی نواز اسٹیڈیم میں ہوا۔

☆ رانا محمد بلال کے والد محترم مسجد ختم نبوت رحمان سٹی چیچہ وطنی کے معاون پڑوسی رانا محمد اشرف 23 جون کو رضاء الٰہی سے انتقال کر گئے۔

☆ سینئر وکیل اور حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ اور ابناء امیر شریعت سے محبت کرنے والے چوہدری محمد شفیق مرحوم ایڈووکیٹ ملتان میں انتقال کر گئے۔

☆ مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما قاری محمد یوسف احرار صاحب لاہور کی ہمشیر۔ انتقال: 21 جون 2022

☆ جامعہ فتحیہ ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور کے شیخ الحدیث حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید خلیق صاحب 25 جون 2022 کو انتقال کر گئے۔ نماز جنازہ جامعہ اشرفیہ لاہور میں ادا کی گئی۔ ہزاروں محبین، علما وتلامذہ نے شرکت کی۔

☆ مجلس احرار اسلام گڑھا موڑ کے کارکن بھائی حفیظ اللہ کی بھتیجی گزشتہ ماہ انتقال کر گئیں۔

☆ میلسی سے ہمارے کرم فرما حافظ ذکاء اللہ کی والدہ مرحومہ، انتقال: 15 جون 2022

☆ ابن امیر شریعت، حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمہ اللہ اور قائد احرار سید محمد کفیل بخاری کے ہم سفر بھائی سعید احمد کی والدہ ماجدہ مرحومہ، انتقال: 23 جون 2022۔ نماز جنازہ مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی نے 24 جون کو بستی چیلے واہن کہروڑ پکا میں پڑھائی۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائیں درجات بلند فرمائیں قارئین دعاؤں اور ایصال کا اہتمام کریں۔

عیدالاضحیٰ کے موقع پر

قربانی کی کھالیں

شعبہ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوّۃ

مجلسِ احرارِ اسلام

کو دیجیے

جملہ رقوم، عطیات، زکوٰۃ وعشر، صدقات
قیمت چرم قربانی بھیجنے کے لیے

ترسیلِ زر

بنام: سید محمد کفیل بخاری
داربنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
0300-6326621

مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم ملتان	061 - 4511961 0304-2265485
مدرسہ ختم نبوت مسجد احرار چناب نگر	0301-3138803
مدرسہ معمورہ دفتر احرار لاہور	042 - 35912644 0300-4240910
مولوی محمد طیب مدنی مسجد چنیوٹ	0321-7708157
دارالعلوم ختم نبوت چیچہ وطنی	040 - 5482253
امجد حسین (سیالکوٹ) ذوالفقار بھٹو (ڈسکہ)	0307-6101608 0301-6100380
مدرسہ معمورہ، میراں پور (میلسی)	0308-7944357
مدرسہ ختم نبوت گڑھا موڑ (میلسی)	0300-7723991
مدرسہ ابوبکر صدیق، تلہ گنگ	0300-5780390
ڈاکٹر عبدالرؤف ڈاکٹر ریاض احمد جتوئی (مظفرگڑھ)	0301-7465899 0301-5641397
ملک عاصم عطاء (ڈیرہ اسماعیل خان)	0333-9971711
مدرسہ ختم نبوت بورے والا (وہاڑی) محمد خاور بٹ (گوجرانوالہ)	0300- 6993318 0303-5451132
مدرسہ محمودیہ معمورہ، ناگڑیاں (گجرات)	0301-6221750
محمد اشرف علی احرار، فیصل آباد	0300- 7623619
حافظ محمد عمران، ماہڑہ (مظفرگڑھ)	0302-7778069
محمد اصغر لغاری، میرہزار خان (مظفرگڑھ) حافظ عبدالقیوم، میرہزار خان (مظفرگڑھ)	0300-8955344 0302-7320947
عبدالکریم قمر (کمالیہ)	0333-6377304
مولانا محمد اسماعیل (ٹوبہ)	0308-7298634
محسن خان سیال (جھنگ)	0308-5165518
مولانا فقیر اللہ رحمانی، رحیم یار خان	0301-7660168
مولوی عمر فاروق، مدنی مسجد بہاولپور	0301-7191999
شفیع الرحمٰن احرار (کراچی)	0316-2211545

الداعی الی الخیر

شعبہ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوّۃ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ......حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

”الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔“ (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲)......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہوگیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح وشام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔

”اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر وغم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔“ (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین مرحوم معلم اسلامیات، فیصل آباد

دعاؤں کے طالب

CARE PHARMACY
کیئر فارمیسی
Trusted Medicine Super Stores 24 گھنٹے سروس اصلی اور معیاری ادویات کے مراکز
Head Office: Canal View, Lahore
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ!
فیصل آباد میں 13 برانچز کے بعد اب 11 شہروں جڑانوالہ، ننکانہ صاحب، شاہکوٹ، کھرڑیانوالہ، سانگلہ ہل، چک جھمرہ، چنیوٹ، جھنگ، گوجرہ، سمندری، تاندلیانوالہ
آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے سروس